الفضل

ہفت روزہ

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :– نصیر احمد قمر

جلد 17

جمعۃ المبارک 22/اکتوبر 2010ء

15/ذی القعدہ 1431 ہجری قمری — 22/اخاء 1389 ہجری شمسی

شمارہ 43

دو ہجرتیں

یمن میں اشعری قبیلہ کے لوگوں نے اسلام قبول کیا اور کشتی کے ذریعہ بارگاہ نبوت کی طرف روانہ ہو گئے۔ مگر طوفان نے اس کشتی کو حجاز کی بجائے حبشہ پہنچا دیا۔ اور پھر دیگر مہاجرین حبشہ کے ساتھ 7ھ میں خیبر کی فتح کے وقت مدینہ پہنچے۔ رسول اللہؐ نے انہیں مال غنیمت میں سے حصہ دیا اور فرمایا دوسروں نے تو ایک ہجرت کی ہے مگر اے اہل سفینہ تم نے دو ہجرتیں کی ہیں۔

(صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوہ خیبر حدیث نمبر :3905)

ایک احمدی کے دل میں یہ بات راسخ ہونی چاہئے کہ دین اور اللہ تعالیٰ کی رضا مقدم ہے۔ جب وفا کرنے والے جمع ہو جائیں، ایک مصمّم ارادہ کرلیں، ایک اکائی بن جائیں تو وہ بڑے بڑے جابروں کے سامنے ایک چٹان کی طرح قائم ہو جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کو ہر شے پر مقدم رکھنے کے لئے بنیادی چیز عبادت ہے۔ نمازوں سے ہی دعاؤں کی طرف رغبت پیدا ہوتی ہے اور نمازیں ہی اصلاح کا ذریعہ ہیں۔

سچائی ایک ایسا بڑا خلق ہے کہ اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے بہت تاکید فرمائی ہے۔ جو بھی حالات ہوں جھوٹ سے بچو اور سچائی پر قائم رہو۔

امانت ایک انتہائی اہم ذمہ داری ہے جس کی ادائیگی ضروری ہے۔ ایک اعلیٰ خُلق عہد کا پورا کرنا ہے۔

پاکستان میں آئے دن کی شہادتیں اور نقصانات اس بات کا ثبوت ہیں کہ جو عہد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کیا ہے اس پر پورا اترنے کی کوشش کرتے ہیں۔

28 مئی 2010ء کو لاہور کی احمدیہ مساجد پر حملہ کے دوران شہداء اور زخمیوں اور پسماندگان کے صبر و استقامت، اخلاص و وفا اور جذبۂ شوق شہادت و قربانی کے دلگداز واقعات کا ایمان افروز تذکرہ۔ یہ واقعات ہمیں مایوس اور خوفزدہ کرنے کے لئے نہیں ہیں بلکہ ہمارے ایمانوں کو طاقت بخشنے کے لئے ہیں۔ انہیں لوگوں کے عہدوں اور قربانیوں کی یاد تازہ کرتے ہوئے اپنے عہدوں کا نئے سرے سے ہمیں اعادہ کرنا چاہئے۔

پاکستان سے اگر وفاؤں کے خط آرہے ہیں تو یہ جذباتی باتیں نہیں ہیں یا عارضی چیزیں نہیں ہیں۔ ان کے عمل سے ہی پتہ لگ رہا ہے کہ یہ ان کے دلوں کی آواز ہے۔ پاکستان کے احمدیوں کے اپنے عہدوں کو پورا کرنے اور ہر قسم کی قربانیاں دیتے چلے جانے کا عزم اور قابل قدر جذبات پر خراج تحسین۔

شہیدوں کی شہادت اور قربانی کرنے والوں کی قربانیاں یاد رکھنا ہمارے لئے ضروری ہے۔ اس لئے کہ جس اعلیٰ مقصد کے لئے انہوں نے یہ قربانیاں دی ہیں اس اعلیٰ مقصد کو ہم نے بھی قائم رکھنا ہے۔ آگے بڑھنے والی قوموں کی علامت یہ ہے کہ وہ کبھی قربانی کرنے والوں کو بھولا نہیں کرتیں۔

(خلاصہ خطاب حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز برموقع سالانہ اجتماع خدام الاحمدیہ UK)

(اسلام آباد (ٹلفورڈ) 3/اکتوبر 2010ء): مجلس خدام الاحمدیہ (برطانیہ) کا سالانہ اجتماع 24، 25 اور 26/ستمبر 2010ء اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں منعقد ہوا۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت اختتامی اجلاس میں شرکت فرمائی۔ مختلف مقابلوں میں امتیاز حاصل کرنے والوں میں انعامات تقسیم فرمائے اور اختتامی خطاب فرمایا۔ 28/مئی 2010ء کے شہداء لاہور کی قربانیوں کے دلگداز تذکرہ اور اس حوالہ سے نہایت اہم نصائح پر مشتمل یہ خطاب غیر معمولی اہمیت رکھتا ہے۔ ذیل میں اس کا خلاصہ اپنی ذمہ داری پر ہدیۂ قارئین ہے۔ (مدیر)

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے تشہد، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا کہ جو جماعتیں اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء اور فرستادوں کے ذریعے قائم فرماتا ہے ان کی کچھ ذمہ داریاں بھی ہوتی ہیں بلکہ بہت بڑی ذمہ داریاں ہوتی ہیں اور اپنی ذمہ داریوں کو پورا کرنے سے ان کے ماننے والے اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق انعامات کے وارث ٹھہرتے ہیں۔ یہ بھی ہمیں مذہب کی تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ جماعتی طور پر اللہ تعالیٰ کے پیاروں کی جماعت کو جو کامیابیاں ملتی ہیں ان کے ملنے سے پہلے قربانیوں اور تکلیفوں میں سے گزرنا پڑتا ہے، جیسا کہ میں نے پرسوں کے خطبہ میں بتایا تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے والے گروہ نے جو توحید پر قائم تھا، قرآنِ کریم کے مطابق تین سو سال سے زائد عرصہ تک قربانیاں دیں اور ظلم سہے، لیکن اپنے ایمانوں کی حفاظت کرتے رہے۔ اسی طرح باقی انبیاء کی تاریخ دیکھ لیں، ہر ایک کی جماعت اور وہ خود ظلم و تعدی اور مخالفت کے دور سے گزرتے رہے۔ جماعتی اور قومی زندگی میں بعض مرتبہ لمبے عرصے کی قربانیاں بھی دینی پڑتی ہیں لیکن یہ قربانیاں قومی مفاد کی وجہ سے کوئی اتنی خاص حیثیت نہیں رکھتیں۔ دین پر قائم رہنے والے اور قربانیوں کے لئے تیار رہنے والے، اور قربانیاں کرتے چلے جانے اور وفا کا تعلق رکھنے والوں کے مقدر میں آخر میں ان قربانیوں کے نتیجے میں کامیابیاں ہوتی ہیں اور وہ ان کامیابیوں کی خاطر اپنی قربانیوں کو معمولی سمجھتے ہیں۔ ایک نسل نہیں تو اگلی نسل یہ کامیابیاں دیکھتی ہے۔ اس لئے ایمان کی مضبوطی کا تقاضا یہی ہے کہ الٰہی جماعتوں پر جو حالات گزرتے ہیں یا جن سے آج جماعت احمدیہ گزر رہی ہے، خاص طور پر پاکستان میں، ان سے پریشان نہیں ہونا۔

حضور نے فرمایا کہ آپ یہاں میرے سامنے بیٹھے ہوئے بہت سے ایسے ہیں جن کے عزیز، جن کے رشتہ دار، جن کے پیارے پاکستان میں ان تکلیفوں سے گزر رہے ہیں اور اس کی وجہ سے ان کو بھی پریشانی ہوتی ہے۔ الٰہی جماعتوں پر قائم رہنے والے اور ان کو ماننے والے ہمیشہ وفا کے ساتھ دین پر قائم رہتے ہیں۔ اور اپنے آپ کو اس تعلیم کے مطابق ڈھالتے چلے جاتے ہیں جس کو لے کر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اللہ تعالیٰ کے انبیاء اور خاص بندے مبعوث ہوتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ آج مَیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حوالے سے اس بات کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ کس طرح ہم نے آپ کے احکامات پر عمل کرنا ہے۔ کس طرح ہم نے وفا کا مظاہرہ کرتے ہوئے ان باتوں کی بجا آوری کرنی ہے جن کی توقع آپؑ نے ہم سے کی ہے۔ آپ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

”ہماری جماعت اگر جماعت بننا چاہتی ہے تو اسے چاہئے کہ ایک موت اختیار کرے۔ نفسانی امور اور نفسانی اغراض سے بچے، اور اللہ تعالیٰ کو سب شے پر مقدم رکھے“۔

حضور نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ بات بیان کرتے ہوئے مثال دی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی وفا اور اللہ تعالیٰ کی رضا پر چلنے کی وجہ سے اور رضا کو حاصل کرنے کی وجہ سے ان کو ایک مقام ملا تھا۔ پس اگر وفاؤں کے معیار قائم کرنے ہیں اور وہ مقام حاصل کرنا ہے جو اللہ تعالیٰ کے پیارے کرتے رہے تو یہ قربانیاں بھی ہوں گی اور پھر اپنے نفس کو بھی بھول جانا پڑے گا۔

حضور نے فرمایا کہ سب سے پہلے ایک احمدی کے دل میں یہ بات راسخ ہونی چاہئے کہ دین اور اللہ تعالیٰ کی رضا مقدم ہے۔ جب وفا کرنے والے جمع ہو جائیں، ایک مصمّم ارادہ کرلیں، ایک اکائی بن جائیں تو وہ بڑے بڑے جابروں کے سامنے ایک چٹان کی طرح قائم ہو جاتے ہیں۔ بلکہ تاریخ میں تو ہمیں بچوں کے بھی وہ نمونے نظر آتے ہیں کہ کس طرح انہوں نے قربانیاں کیں۔ ابوجہل کو مارنے والے دو بچے ہی تھے جو ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش میں اس پر حملہ آور ہوئے۔

حضور نے فرمایا کہ آج کل کی جہادی تنظیمیں بھی بچوں کو ورغلا کر ان کا برین واش کر کے ان کو استعمال کرتی ہیں، لیکن وہ بچے جنہوں نے قرونِ اولیٰ میں قربانیاں دیں جو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے فرستادوں کا حکم مانتے ہوئے قربانیاں دیتے ہیں۔ وہ جاہلوں کی جاہلانہ باتوں پر توجہ دیتے ہوئے یا بچپن سے ایک لمبا عرصہ اپنے دماغوں کو برین واش کروانے کے بعد قربانیاں نہیں دیتے، جس طرح آجکل جہادی تنظیمیں استعمال کررہی ہیں۔ کہنے والے تو یہ کہہ دیں گے کہ یہ بچے بھی قربانیاں دے رہے ہیں لیکن جو قربانی اللہ تعالیٰ کی تعلیم کے خلاف اور ایسے لوگوں کی ٹریننگ کی وجہ سے دی جارہی ہے جو خود بھی اللہ تعالیٰ کے احکامات کی پابندی کرنے والے نہیں اور اللہ تعالیٰ کے فرستادے کے خلاف لڑنے والے ہیں وہ قربانیاں وہ معیار حاصل نہیں کرسکتیں جو اللہ تعالیٰ کی قائم کردہ جماعتوں کے قربانی کرنے والے کرتے ہیں۔ بلکہ اصل قربانیاں وہ ہیں جو دین کی روح کو سمجھتے ہوئے قربانیاں کرنے والے کرتے ہیں۔ اصل وفا کا اطاعت سے پتہ چلتا ہے اور اس زمانے میں جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت ہے وہ آپ کے بھیجے ہوئے کو تلاش کر کے اس کی باتوں کے مطابق، اس کی تعلیم کے مطابق اپنی زندگیوں کو ڈھالنے میں ہے۔ اور آج تمام نشانیاں پوری ہونے پر مسیح موعود کے دعوی کا موجود ہونا اس بات کا ثبوت ہے کہ جو جماعت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے حکم کے مطابق اس زمانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے قائم فرمائی ہے وہ مسیح موعود کی جماعت ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ آپ خوش قسمت ہیں کہ اس جماعت میں شامل ہیں۔ لیکن شمولیت کافی نہیں۔ وفا کا تقاضا یہ ہے کہ جو نمونہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام نے دیا تھا، اسے سامنے رکھیں۔ اور جو نمونہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے اپنے ایمان پر قائم رہنے اور اس کی حفاظت کے لئے دکھایا تھا اسے سامنے رکھیں۔ اس زمانہ میں جب ہم یہ کہتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کام کو آگے بڑھانے کے لئے آئے ہیں تو پھر ہمیں ان نمونوں کو بھی قائم رکھنے کی کوشش کرنی چاہئے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے دکھائے تھے۔ انہوں نے نمازوں کے معیار قائم کئے، انہوں نے عبادتوں کے معیار قائم کئے۔ رات کا اکثر حصہ عبادتوں میں گزارتے تھے۔

حضور نے فرمایا کہ جماعت میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایسے ہیں اور نوجوانوں میں بھی ہیں جن کے بارہ میں کسی نہ کسی ذریعہ سے مجھے پتہ بھی چل جاتا ہے۔ دن کے کاموں کے باوجود تہجد اور نوافل کی طرف ان کی توجہ ہے لیکن بہت سارے چھپے ہوئے ہیں جو اپنی عبادتوں کو ظاہر نہیں کرتے۔ کہ۔ پس یہ نمونے ہمارے نوجوانوں میں بڑھنے چاہئیں، چند ایک مثالیں نہ ہوں بلکہ ان کی اکثریت ہو۔ اللہ تعالیٰ کو ہر شے پر مقدم رکھنے کے لئے بنیادی چیز عبادت ہے۔ اگر اس کی عادت ڈال لیں گے تو کامیابیاں انشاء اللہ تعالیٰ ہمارا مقدر ہے۔ نمازوں سے ہی دعاؤں کی طرف رغبت پیدا ہوتی ہے اور نمازیں ہی اصلاح کا ذریعہ ہیں، زمانے کی برائیوں سے بچنے کا ذریعہ ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ کئی نوجوان مجھے لکھتے ہیں، ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ دعا کریں اللہ تعالیٰ ہمیں برائیوں سے محفوظ رکھے۔ اس محفوظ رہنے کے لئے سب سے بڑا ذریعہ ان کی اپنی نمازیں اور اپنی عبادتیں ہیں کیونکہ خدا تعالیٰ کا اعلان ہے کہ جو نمازوں کی حفاظت کرے گا۔ وہ برائیوں سے بھی بچے گا۔ اور اللہ تعالیٰ کی بات کبھی جھوٹی نہیں ہو سکتی۔ پس اگر نمازوں کے باوجود اصلاح نہیں ہوتی۔ دنیا کی چیزوں سے لہوولعب سے، کھیل کود سے، بیہودگیوں سے دل بیزار نہیں ہوتا تو یقیناً ہمارے اندر ہی کوئی کمی ہے۔ ہماری نمازیں ہی ایسی ہیں جو خدا تعالیٰ کے نزدیک وہ درجہ نہیں پارہیں جن سے یہ سب اصلاح ہوتی ہے۔ پس ہمیں وہ ذوق جو نمازوں کا حقیقی ذوق ہے، وہ حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ ایسا ذوق جو ہمیں اللہ تعالیٰ کا مقبول بنا دے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں کہ نمازیں تو وہ چیز ہیں کہ اگر اس کا حق ادا کیا جائے تو پانچ دن میں روحانیت حاصل ہو جاتی ہے۔ پس یہ معیار اگر ہم سامنے رکھیں اور اس کے حصول کی کوشش کریں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ، اللہ تعالیٰ مدد بھی فرمائے گا۔ جب ہم کوشش کریں گے تو دنیاداری کے معاملات میں کمی بھی ہوگی۔ خدا تعالیٰ کی محبت میں اضافہ بھی ہوگا۔ اور جب خدا تعالیٰ کی محبت میں اضافہ ہوگا تو روحانیت کے معیار بھی بڑھیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہر خادم اور ہر فردِ جماعت کو یہ معیار حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

حضور نے فرمایا کہ دنیا کے کمانے سے اللہ تعالیٰ نے منع نہیں فرمایا۔ بلکہ جو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے صحیح فائدہ نہیں اٹھاتے اور جو دنیا کے کام ان کے سپرد ہیں، جو کاروبار اور جائیدادیں ان کے سپرد ہیں ان کا بھی حق ادا نہیں کرتے، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے تو لکھا ہے کہ اگر یہ کام صحیح طرح احسن رنگ میں انجام نہیں دیتے تو تب وہ لوگ بھی گناہ کے مرتکب ہو رہے ہوتے ہیں۔ لیکن دنیا کے کاموں کا مقصد دین کا حصول ہو۔ دین دنیا پر ہر حال میں مقدم ہو۔ نہ کہ دنیا بالا حیثیت حاصل کرلے۔ اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے طریق کے مطابق نمازوں کی ادائیگی، عبادتوں کی ادائیگی ہوگی تو پھر جب اس کا وقت آئے گا تو کام چھوڑ کر بھی اس طرف توجہ ہوگی۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ پھر ایک جگہ نصیحت کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ: چاہئے کہ تم ہر قسم کے جذبات سے بچو۔ ہر ایک اجنبی جو تم کو ملتا ہے وہ تمہارے منہ کو تاڑتا ہے اور تمہارے اخلاق، عادات، استقامت، پابندی احکامِ الٰہی کو دیکھتا ہے کہ کیسے ہیں؟ اگر عمدہ نہیں تو وہ تمہارے ذریعے ٹھوکر کھاتا ہے۔ فرمایا: پس ان باتوں کو یاد رکھو۔ تو یہ باتیں ہمیں اپنے سامنے رکھنی چاہئیں۔ فرمایا کہ دیکھو تمہارے اخلاق کیسے ہیں؟ اب اخلاق کی بھی اللہ تعالیٰ نے ایک لمبی فہرست دی ہوئی ہے۔ کون سے کام اچھے اخلاق والے یا اچھے ہیں، کون سے برے ہیں جن سے بچنا ہے۔ قرآنِ کریم پڑھیں تو اس کا بھی پتہ چلتا ہے۔ اور پھر ان اخلاق کے لئے اللہ تعالیٰ نے جس کو رول ماڈل بنایا ہے، جس کو اُسوہ حسنہ بنایا ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے۔ پہلے آپ کو اللہ تعالیٰ نے یہ سند عطا فرمائی کہ وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ (القلم:5) اور تُو نہایت اعلیٰ درجے کے اخلاق پر قائم ہے۔

اور پھر اس سند کے دینے کے بعد ہمیں فرمایا کہ لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ (سورۃ الاحزاب:22) کہ یقیناً تمہارے لئے اللہ تعالیٰ کے رسول میں ایک اسوہ اور اعلیٰ نمونہ ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ نے چند مثالیں دیتے ہوئے فرمایا کہ سچائی ایک ایسا بڑا اخلق ہے کہ اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے بہت تلقین فرمائی ہے۔ اور فرمایا کہ جو بھی حالات ہوں جھوٹ سے بچو اور سچائی پر قائم رہو۔ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ (الحج: 31)۔ جھوٹی باتوں سے بچو۔ اور مومن کی نشانی یہ ہے کہ لَایَشْھَدُوْنَ الزُّوْرَ (الفرقان:73) کہ وہ جھوٹی گواہیاں نہیں دیتا۔ یہ تو ایک عام مومن کی نشانی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام تو اس قدر بلند تھا کہ دشمن جو ہر قسم کے الزام آپ پر لگاتے تھے لیکن کبھی یہ الزام نہیں لگا سکے کہ آپ نے زندگی میں کبھی جھوٹ بولا ہو۔ کفار کی بڑی بڑی میٹنگیں ہوتی تھیں کہ کس طرح آپ کی تبلیغ کو روکا جائے تو کسی نہ کہا یہ مشہور کردو کہ یہ جھوٹا ہے تو اس پر ان میں سے ایک بولا کہ یہ ایک ایسی بات ہے جس پر کبھی تمام عمر تم زور لگاتے رہو کوئی یقین نہیں کرے گا۔ کیونکہ جس کا بھی واسطہ آپ سے پڑا ہے اور جو آپ کو بچپن سے جانتے ہیں، اس ماحول میں ہی مشہور کرنا تھا نہ، ان کو پتہ ہے کہ کبھی آپ نے جھوٹ نہیں بولا۔ حضور انور نے فرمایا کہ ہمارے سامنے یہ اُسوہ ہے۔ ہمیں اپنے جائزے لینے چاہئیں کہ ایک غیر ہماری سچائی کی گواہی دے۔ کیا اتنی سچائی ہم میں ہے۔ ٹھیک ہے آج ایسے لوگ بھی ہیں جو احمدیت کی دشمنی میں جانتے بوجھتے ہوئے بھی جھوٹا ہونے کا الزام لگا دیتے ہیں۔ دنیا میں ہر جگہ احمدیت کی دشمنی پھیلتی چلی جارہی ہے اور خاص طور پر مسلمان جو پاکستانی علماء یا مُلّاں کے زیرِ اثر ہیں، ان میں بھی بغیر کوشش کئے، جاننے کی کوشش کے سنی سنائی باتوں پر ہی احمدیوں کے خلاف ایک بغض اور کینہ دلوں میں پیدا ہو گیا ہے اور اس کے لئے کوئی بھی غلط بات کہنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ لیکن ایسے بھی ہیں جو یہ گواہی دینے کو تیار ہوتے ہیں۔ بعض لوگوں کے منہ سے، غیروں کے منہ سے کسی احمدی کے بارے میں یہ سن کر بڑی خوشی ہوتی ہے کہ وہ سچائی پر قائم ہے۔ ہر ایک تک اپنے اخلاق کے زیرِ اثر اپنا پیغام پہنچانے کی کوشش کرنی ہے۔ پس اس کے لئے ہمیں اپنی حالتوں کو ایسا کرنا ہوگا کہ کسی بھی قسم کے ہلکے سے جھوٹ سے بھی یا غلط بیانی سے بھی ہم بچیں۔ کیونکہ کوئی بھی ہلکی سی یا چھوٹی سی معمولی سی غلط بیانی اور جھوٹ جماعت کی بدنامی کا باعث بنتی ہے۔ یہاں بہت سارے ہیں جو الاؤنس لیتے ہیں حکومت سے، گھروں کے کرائے لیتے ہیں۔ تو اس میں سیدھی اور صاف بات ہونی چاہئے۔

حضور انور نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کا نمونہ دیکھیں۔ ایک دفعہ آپ کی ذاتی جائیداد کے بارہ میں ایک مقدمہ تھا۔ اور آپ کے بھائیوں نے مقدمہ کیا ہوا تھا، مخالف پارٹی نے عدالت میں یہ کہہ دیا کہ اگر اس بارہ میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب کہہ دیں کہ ہم غلط ہیں یا معاملہ اس طرح نہیں ہے تو ٹھیک ہے۔ آپ کو گواہ بنایا اور اگر آپ سچی بات کہہ دیتے تو بہت نقصان کا اندیشہ تھا۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے وہاں عدالت میں صاف بتا دیا۔ آپ کے بھائی ناراض بھی ہو گئے۔ لیکن آپ نے کہا، یہ تو نہیں ہوسکتا کہ مَیں اس دنیاوی جائیداد کی خاطر جھوٹ بولوں۔ تو یہ ہے اس عاشقِ صادق کا نمونہ جو اس زمانے میں ہماری تربیت کے لئے اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے، جس نے اپنے آقا کی حقیقی پیروی کی ہے۔ پس جب ہم اپنے آپ کو آپ کی جماعت سے منسوب کرتے ہیں تو یہ اعلیٰ اخلاق بھی ہمیں اپنانے کی ضرورت ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ پھر امانت ایک انتہائی اہم ذمہ داری ہے جس کی ادائیگی ضروری ہے۔ اور اس کی بہت ساری قسمیں ہیں۔ عہدوں کی ادائیگی ہے۔ کسی کے کام کوئی سپرد ہوتا ہے، اس کی ادائیگی ہے۔ لوگوں کی ذاتی امانتیں ہیں ان کی ادائیگی ہے۔ اپنے فرائض ہیں ان کی ادائیگی ہے۔ بیوی بچوں کے حقوق ہیں ان کی ادائیگی ہے۔ اور ان کی بھی ایک لمبی فہرست ہے۔ اب یہ ساری باتیں بیان تو نہیں ہوسکتیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سبق کیا تھا اس بارہ میں، اب اس کو بھی دیکھیں مالی منفعت کے حوالے سے، کہ ایک چرواہا مسلمان ہو گیا، اور وہ یہودیوں کی بھیڑیں چرایا کرتا تھا۔ جب مسلمان ہو گیا تو اس نے کہا میں واپس تو جا نہیں سکتا۔ کیونکہ میں پھر اسلامی احکامات پر عمل نہیں کر سکوں گا۔ یا ہوسکتا ہے کہ اگر کسی طرح پتہ لگ جائے تو مَیں اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھوں۔ اور بھیڑیں بھی میرے پاس ہیں ان کا کیا کروں؟ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان بھیڑوں کا منہ قلعہ کی طرف کردو اور ہانک دو، یہ خود ہی وہاں چلی جائیں گی۔ اس وقت جنگ کی حالت کی وجہ سے مسلمان مالی طور پر بہت کمزور تھے بلکہ یہاں تک کہ بھوک اور فاقے کی نوبت بھی تھی۔ لیکن امانت میں خیانت کرنے کا سوچا بھی نہیں جاسکتا تھا۔ یہ کس طرح ہوسکتا ہے کہ ایک مسلمان ہو اور وہ خیانت کرے۔ تو جو سب سے پہلا سبق اس مسلمان ہونے والے کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا وہ یہ کہ اپنی امانتوں کا حق ادا کرو، امانتوں کی ادائیگی کرو۔ کسی بھی قسم کی خیانت کا خیال تمہارے دل میں نہ آئے۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا تو جب ہم یہ کہتے ہیں کہ ہم الٰہی جماعت ہیں، خدا تعالیٰ کی خاطر ہم سختیاں بھی برداشت کر رہے ہیں، پریشانیاں بھی برداشت کر رہے ہیں، اپنے عزیزوں اور رشتے داروں کے دکھ بھی دیکھ رہے ہیں تو یہ کس طرح ہوسکتا ہے کہ ہم اس تعلیم کے خلاف چلیں جو اس زمانے کے امام اور حکم اور عدل نے ہمیں دی ہے۔ آج ہم اپنے جائزے لیں کیا ہم اپنی امانتوں کی حفاظت اس طرح کرتے ہیں؟ اگر کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے ہیں الحمد للہ۔ اور اگر نہیں تو اللہ تعالیٰ کے حضور جوابدہ ہیں۔ ہمارے ہاں تو بعض ایسے بھی معاملات آتے ہیں کہ میاں بیوی، بہن بھائی کے رشتے جو ہیں ان میں بھی بعض دفعہ ناراضگی کی وجہ سے امانتوں کی ادائیگی نہیں کی جاتی۔ ایک دوسرے کے حق غصب کر لئے جاتے ہیں۔ پس بہت زیادہ گہرائی میں جا کر ان جائزوں کی ضرورت ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ ایک اعلیٰ خُلق عہد کا پورا کرنا ہے۔ خدام اور تمام ذیلی تنظیمیں بلکہ جماعت مجموعی حیثیت سے بھی یہ عہد کرتی ہے اور آج بھی آپ نے عہد کیا ہے کہ جان، مال، وقت اور عزت کو قربان کرنے کے لئے ہم تیار رہیں گے۔ یہ ایک عہد ہے اور بہت بڑا عہد ہے۔ کوئی معمولی عہد نہیں ہے کہ صرف منہ سے دہرا دیا۔ اس پر غور کریں۔ یہ بہت بڑا عہد ہے جو ایک خادم کرتا ہے یا ایک فردِ جماعت کرتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو جو عہد اللہ تعالیٰ سے کیا آپؐ کی زندگی کا ہر لمحہ اس کا گواہ ہے کس طرح نبھایا۔ اللہ تعالیٰ نے بھی آپ کو اس کی سند عطا فرمائی کہ

باقی صفحہ نمبر 11 پر ملاحظہ فرمائیں

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات،

گرانقدر مساعی اور ان کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر115

مکرم منیر صلاح الدین عودہ صاحب (2)

شادی اور اولاد

مکرم منیر صلاح الدین عودہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ:

برطانیہ میں آئے ہوئے مجھے دو سال ہی گزرے تھے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے 1996ء کے جلسہ سالانہ کے موقع پر ہماری فیملی ملاقات میں میری والدہ صاحبہ سے میری شادی کے بارہ میں دریافت فرمایا۔والدہ صاحبہ نے عرض کیا کہ ایک تو اس کی پڑھائی ابھی مکمل نہیں ہوئی دوسرا ابھی تک کوئی مناسب رشتہ بھی نظر میں نہیں ہے۔حضور انور نے فرمایا کہ اگر آپ کے ذہن میں ابھی تک کوئی رشتہ نہیں ہے تو پھر اس کا رشتہ ہم خود طے کریں گے۔حضور انور کی یہ بات ہم سب اہل خانہ کے لئے ازحد خوشی کا باعث تھی۔

پانچ چھ ماہ کے بعد حضور انور نے چار پانچ رشتے تجویز فرمائے اور بفضلہٖ تعالیٰ ان میں سے ایک ہمیں پسند آ گیا۔ازاں بعد فروری 1997ء میں رجسٹریشن ہوگئی اور ہم اپریل میں شادی کی تیاریوں میں مصروف ہوگئے۔میرے مالی حالات تو اس قابل نہ تھے کہ شادی کے تمام اخراجات پورے ہوسکتے، بہرحال مَیں نے اپنی حیثیت کے مطابق کچھ انتظام کرنا شروع کردیا۔ چونکہ حضور انور کو ذاتی طور پر میرے تمام حالات کی خبر تھی اس لئے حضور انور نے قدم قدم پر میری مدد فرمائی بلکہ یوں سمجھ لیں کہ شادی کا تمام خرچ حضور انور نے اپنی جیب خاص سے ہی ادا فرمایا۔میرے پاس کچھ رقم تھی جو مَیں نے دارالضیافت کے انچارج کو ولیمہ کے کھانے کے لئے دے دی۔لیکن چند دنوں کے بعد وہ مجھے ملے تو کہنے لگے کہ حضور انور نے آپ کا دیا ہوا چیک واپس کرنے کا ارشاد فرمایا ہے۔اور ولیمہ کے کھانے کا تمام خرچ حضور انور نے خود ادا فرما دیا ہے۔اور یوں خدا تعالیٰ کے خاص فضل اور حضور انور کے احسان اور بے پناہ شفقتوں کے سائے میں میری شادی ہوئی، فالحمد للہ علیٰ ذلک۔

اب بھی جب ان احسانوں اور شفقتوں کو یاد کرتا ہوں تو آنکھیں بھیگ جاتی ہیں اور جذبات اُمڈ آتے ہیں۔

little odeh

شادی کے بعد تقریباً چار سال گزر گئے لیکن ہمارے ہاں اولاد کی نعمت عطا ہونے کی کوئی امید نہ پیدا ہوئی۔ ہم میاں بیوی اکثر حضور انور کی خدمت میں ملاقات کے لئے حاضر ہوتے رہتے تھے۔ یہ ان ایام کی بات ہے جب حضور انور کی صحت کافی خراب رہنے لگی تھی اور کمزوری بہت بڑھ گئی تھی۔حضور انور نے متعدد بار خوشخبری کے بارہ میں دریافت فرمایا بلکہ ایک ملاقات میں فرمایا:

Dont You Want me to hold little odeh in my life?

حضور انور کی زبان مبارک سے یہ الفاظ سن کر ہم دونوں آبدیدہ ہوگئے اور حضور انور سے ہی درخواست دعا کی کہ اللہ تعالیٰ پیارے آقا کی اور ہماری دلی خواہش کو جلد پورا فرمائے۔اس پر پیارے آقا نے ہمیں کسی سپیشلسٹ سے مشورہ کرنے کا ارشاد فرمایا۔ہم نے ایک سپیشلسٹ سے بات کی اور علاج وغیرہ شروع کرنے سے قبل حضور انور سے ملاقات کی۔اس وقت حضور انور کی صحت اچھی نہ تھی اور کمزوری بہت زیادہ تھی اور حضور 41 گیسٹ ہاؤس میں منتقل ہو چکے تھے۔ حضور انور باوجود شدید ضعف کے اپنی کرسی سے اٹھے اور ہمیں فرمایا کہ تھوڑا انتظار کریں۔کچھ دیر کے بعد حضور انور اپنے دست مبارک میں شہد کی ایک بوتل لئے ہوئے تشریف لائے جس میں سے کچھ حصہ حضور انور نے استعمال فرمایا ہوا تھا۔آپ نے بوتل میز پر رکھ کر کھولی اور اس میں اپنے دائیں دست مبارک کی شہادت والی انگلی ہلائی، پھر تین مرتبہ اس میں سے خود تناول فرمانے کے بعد اسے میری بیوی کی طرف بڑھاتے ہوئے فرمایا اس میں سے خود بھی کھانا اور اپنے ہونے والے بیٹے کو بھی چٹانا۔

ملاقات ختم ہوئی تو مَیں نے اپنی بیوی سے کہا کہ مبارک ہو، اللہ تعالیٰ ہمیں جلد اولاد کی نعمت سے نوازے گا اور جیسا کہ حضور انور کی زبان مبارک سے الٰہی تصرف کے ماتحت ''بیٹے'' کے الفاظ نکلے ہیں اس لئے ہمارے ہاں بیٹا پیدا ہوگا۔

اس ملاقات کے بعد ہم نے کوئی دوا استعمال نہ کی اور ابھی دو ماہ ہی گزرے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے خاص فضل فرما دیا اور ہمارے لئے پہلے بچے کی پیدائش کی امید پیدا ہوگئی۔ہم نے حضور انور کو خوشخبری سنائی اور نام رکھنے کی درخواست کی تو حضور انور نے ازراہ شفقت ہونے والے بیٹے کا نام ''طاہر احمد'' عطا فرمایا۔ بچے کی پیدائش کے بعد ہم اسے لے کر حضور انور کے ساتھ ملاقات کے لئے حاضر ہوئے۔حضور انور کی صحت کے پیش نظر مَیں نے اپنی بیوی سے کہہ دیا تھا کہ ازخود بچہ کو حضور انور کے آگے نہ کرنا کیونکہ شاید حضور انور کو بچہ اٹھانے سے تکلیف محسوس ہوگی۔اسی طرح تصویر وغیرہ کے لئے بھی نہ کہنا۔چنانچہ جب ہم حضور انور کی خدمت میں حاضر ہوئے تو بچہ کو مَیں نے اٹھایا ہوا تھا، اور ہم جا کر حضور انور کے سامنے کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ حضور انور میری طرف دیکھتے ہوئے فرمانے لگے کہ کیا آپ نہیں چاہتے کہ مَیں آپ کا بیٹا اٹھاؤں؟ یہ سننا تھا کہ مَیں فوراً اٹھا اور بچہ کو حضور انور کی طرف بڑھا دیا جسے حضور نے اپنی گود میں بٹھایا اور پیار سے نوازا۔اور حضور انور کی شفقتوں اور عطاؤں اور محبتوں کو دیکھ کر ہماری آنکھیں اشکبار ہوگئیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی زندگی میں ہمارا یہی ایک ہی بیٹا پیدا ہوا۔اس کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کے عہد میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں دو اور بیٹوں سے نوازا۔فالحمد للہ علیٰ ذلک۔

جب میرے دوسرے بیٹے کی پیدائش متوقع تھی تو مَیں نے حضور انور کی خدمت میں بچے کا نام رکھنے کی درخواست کی۔حضور انور ایدہ اللہ کی طرف سے ہمیں نام موصول نہ ہوا، پھر جب بچہ کی ولادت ہوگئی تو حضور انور کسی دورہ پر تھے۔مَیں نے مکرم پرائیویٹ سیکرٹری صاحب سے فون پر بات کی اور حضور انور کی خدمت میں نام عطا فرمانے کی درخواست عرض کی۔حضور انور نے دریافت فرمایا کہ پہلے بیٹے کا کیا نام ہے۔ جب حضور انور کی خدمت میں عرض کیا گیا پہلے بیٹے کا نام ''طاہر احمد'' ہے تو پیارے آقا نے ازراہ شفقت فرمایا: پھر اس بچہ کا نام ''مسرور'' رکھ لیں۔

ازاں بعد حضور نے تیسرے بچہ کی پیدائش پر اس کا نام ''ناصر احمد'' رکھا۔

نماز باجماعت کی اہمیت

مَیں نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے ساتھ مختلف دَوروں میں دیکھا کہ حضور انور سفر وحضر میں نماز باجماعت کا خاص اہتمام فرمایا کرتے تھے۔ آپ کا طریق تھا کہ کسی بھی پٹرول سٹیشن وغیرہ پر رک کر ایک سائیڈ پر باجماعت نماز پڑھاتے اور پھر اپنا سفر جاری رکھتے، حتی کہ اگر ہم برطانیہ کے اندر بھی کسی چھوٹے سے سفر پر بھی ہوتے تب بھی آپ راستے میں ہی کہیں رک کر نماز باجماعت ادا کرنے کا ارشاد فرماتے۔

بحری جہاز کے عرشہ پر نمازِ فجر

ایک دفعہ ڈنمارک کے دورہ کے لئے حضور انور نے بحری راستے کے ذریعہ سفر کرنے کا فیصلہ فرمایا۔یہ سفر 23 گھنٹے جاری رہا۔اس سفر میں بھی ہم حضور انور کے ارشاد کے مطابق ایک سائیڈ پر بروقت نماز باجماعت ادا کرتے رہے۔اس سفر کے دوران سمندر میں شدید طغیانی کی کیفیت برپا ہوگئی اور بحری جہاز اپنے سر پر ایک جہان اٹھائے ہونے کے باوجود لہروں کے دوش پر جھولنے لگا۔اس صورتحال میں سونے کے لئے جب اپنے کمروں میں گئے تو بستروں پر بھی دائیں بائیں لوٹتے پوٹتے رہے۔ مسلسل طغیانی کی صورتحال کی وجہ سے ہمارے لئے دیوار کے سہارے کے بغیر سیدھا چلنا مشکل ہوگیا تھا۔ایسی حالت میں بھی جب نمازِ فجر کا وقت ہوا تو حضور انور تشریف لائے اور سب کو نماز باجماعت پڑھائی۔ہم نوجوانوں کے لئے ایسی حالت میں کھڑے ہونا بہت کٹھن اور مشکل تھا لیکن حضور انور باوجود اپنی خرابی صحت کے تشریف لائے اور نماز پڑھائی۔

شدید سردی میں نماز باجماعت

ڈنمارک کے اسی دورہ سے واپسی پر ہم بحری جہاز میں سوار ہونے کے لئے بندرگاہ کی طرف جارہے تھے کہ راستے میں نماز کا وقت ہوگیا، سردیوں کا موسم سکنڈے نیویا میں اور بھی شدید ہوتا ہے۔اس دن بھی سردی بہت شدید تھی اس لئے باہر کسی میدان میں یا پٹرول پمپ کی ایک سائیڈ پر نماز پڑھنا بہت مشکل تھا۔ اس لئے ایک پٹرول پمپ پر ٹھہر کر وہاں موجود ایک ہوٹل کے مالک سے بات کی گئی کہ ہمیں کچھ وقت کے لئے نماز ادا کرنے کے لئے اپنے ہوٹل کی کچھ جگہ کرائے پر دے دو لیکن وہ راضی نہ ہوا۔اس پر حضور انور نے فرمایا کہ اگلے پٹرول سٹیشن پر ہم گاڑیوں کی پارکنگ میں نماز ادا کریں گے۔چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ہم نے کچھ کپڑے وغیرہ بچھا کے اس شدید سردی میں نماز شروع کی۔ اتفاقاً مَیں صف کے انتہائی دائیں جانب پہلا آدمی تھا۔نماز میں ہم آخری قعدہ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ مجھے اپنے قرب میں کچھ حرکت محسوس ہوئی پھر ایک شخص کے قدموں کی چاپ نے مجھے پریشان کردیا، اسی اثناء میں حضور انور نے سلام پھیرا اور نماز ختم ہوگئی۔ نماز ختم ہوتے ہی مَیں نے مڑ کر دیکھا تو ایک شخص اپنے ہاتھ میں ایک ڈش لئے کھڑا مسکرا رہا تھا۔وہ آگے بڑھا اور پیارے آقا کی خدمت میں یوں گویا ہوا: مَیں نے اس شدید سردی کے موسم میں آپ کو کھلے آسمان کے نیچے نماز پڑھتے دیکھا تو خیال آیا کہ آپ کے لئے کچھ مٹھائی لے جاؤں تا کہ آپ اسے کھا کر اپنے جسم کو کچھ گرم کرسکیں۔حضور انور نے شکریہ کے ساتھ اس کا یہ تحفہ قبول فرمایا اور پھر مستقبل میں رابطہ کے لئے اس کا ایڈریس وغیرہ بھی لیا۔ بلاشبہ اس سردی کے موسم میں نماز باجماعت کی ادائیگی کے التزام پر یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے تحفہ تھا جو اس نے اس ڈینش شخص کے ذریعہ پیارے آقا اور آپ کے مقتدیوں تک پہنچایا۔

عربوں کے قبول احمدیت کا وقت

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے عربوں کو بہت محبتیں دیں اور ان میں تبلیغ کے خصوصی پروگرام شروع فرمائے جن میں خطبہ جمعہ کے عربی ترجمہ کی کیسٹس تیار کر کے عرب ممالک میں ارسال کرنا، عربی رسالہ ''التقویٰ'' کا اجراء، پروگرام لقاء مع العرب اور مختلف عرب علماء کے عرب ممالک کے تبلیغی دورہ جات، نیز عربی زبان میں کتب اور پمفلٹس کے تراجم وغیرہ شامل ہیں۔آپ نے ایک دفعہ عربوں کے لئے عربی زبان میں خطاب ریکارڈ کروانے کا بھی ارادہ فرمایا۔یہ خطاب حضور انور نے بہت اچھی طرح تیار فرمایا اور ایک دن مجھے ریکارڈنگ کے لئے تیاری کا ارشاد فرمایا۔مَیں نے سٹوڈیو وغیرہ تیار کیا اور حضور انور کی آمد کا انتظار کرنے لگا۔کافی دیر کے بعد مکرم پرائیویٹ سیکرٹری صاحب نے بتایا کہ حضور نے فرمایا ہے کہ ریکارڈنگ نہیں ہوگی۔ اس کے بعد حضور انور سے ملاقات ہوئی تو آپ نے خود ہی فرمایا کہ تمہارے دل میں آیا ہوگا کہ مَیں ریکارڈنگ کے لئے کیوں نہیں آیا۔میرا خیال ہے کہ ابھی اس کا وقت نہیں آیا۔

عجیب بات ہے کہ جب حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو اللہ تعالیٰ نے خلعت خلافت سے سرفراز فرمایا تو ایک ملاقات میں حضور انور نے فرمایا کہ میرے عہد میں عربوں میں تبلیغ

کے لئے راہ کھلے گی اور عربوں میں احمدیت کا نفوذ ہوگا۔ چونکہ میرے ذہن میں حضرت خلیفہ رابع رحمہ اللہ کا جملہ بھی تھا کہ ابھی وقت نہیں آیا، اس تناظر میں حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ کا فرمان بہت ازدیادِ ایمان کا باعث ہوا۔ اس کے بعد عملی طور پر ہم نے دیکھا کہ ایم ٹی اے 3 العربیہ شروع ہوا اور عربوں کی طرف سے اتنے اچھے ردّعمل اور کثرت سے جماعت کے عقائد کو سراہنے اور احمدیت قبول کرنے نے ثابت کر دیا کہ واقعتاً حضورانور کے عہد میں عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے ایک دروازہ کھل گیا ہے۔ اور اب کثرت سے کتب وخطبات وخطابات کے تراجم بھی اس پیشگوئی کے پورا ہونے کی ایک بیّن دلیل ہیں۔

خوف امن میں بدل گیا

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی وفات ایک ایسا سانحہ تھا جس کے ہول اور دکھ کو لفظوں میں بیان کرنا ممکن نہیں ہے۔ اس حزن وملال میں حضورانور کے ساتھ ایک ذاتی تعلق اور محبت اور حضورانور کی خاص شفقت سے محرومی کا دکھ بھی شامل تھا لیکن اس کے ساتھ ایک خوف کی ایسی کیفیت تھی جو شاید سب پر ہی طاری تھی لیکن مجھ پر اس خوف کی حالت کا رنگ اور ہی تھا جس کا کسی قدر اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ مَیں حضورانور کی وفات کے دن سے لے کر انتخاب خلافت خامسہ تک مسجد فضل کے احاطہ سے باہر نہ جاسکا۔ ایک خطرہ سا لگا رہتا تھا کہ نہ جانے کیا ہو جائے گا۔ اور یہ احساس اس قدر شدید تھا کہ ایک دن مَیں نے سوچا کہ گھر جا کر نہا دھو کر کپڑے بدل کے واپس آجاتا ہوں، چنانچہ بڑی کوشش کر کے مسجد فضل کے احاطہ سے باہر نکلا اور اپنی گاڑی میں ابھی چند قدم کے فاصلے پر ہی گیا تھا کہ میری طبیعت میں سخت گھبراہٹ شروع ہوگئی چنانچہ مَیں فوراً واپس آگیا۔ پھر جب حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا انتخاب ہوگیا تو مَیں نے اپنے اندر کے خوف کو امن سے بدلتے ہوئے واضح طور پر محسوس کیا۔ سارا خوف دور ہوگیا، اضطراب کی کیفیت جاتی رہی اور اس کی جگہ امن اور اطمینان نے لے لی۔

غانا (Ghana) کا سفر

مجھے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے پہلے دورۂ افریقہ میں مرافقت کا شرف بھی حاصل ہوا۔ اس دورہ میں حضورانور کا استقبال، لوگوں کا والہانہ عشق ایک علیحدہ داستان ہے جس کا بیان شاید الفاظ میں ناممکن ہوگا۔ ہم ابھی ''اکرا'' میں ہی تھے کہ مجھے پیٹ درد کی تکلیف شروع ہوگئی اور مَیں نے کھانا پینا تقریباً چھوڑ دیا۔ ''اکرا'' اور ''کماسی'' میں راستے بھی اچھے تھے اور دیگر سہولتیں بھی میسر تھیں، لیکن حضورانور ان علاقوں سے بہت آگے دور دراز کے علاقوں میں بسنے والے احمدیوں سے بھی ملنے اور ان کو اپنی محبتوں اور شفقتوں سے مالا مال کرنا چاہتے تھے۔ چنانچہ اس کے بعد کا سفر ایسے ناہموار راستوں پر ہوا جن میں اچھے خاصے کھڈے پڑے ہوئے تھے۔ تمام راستہ نہ صرف میری پیٹ درد جاری رہی بلکہ اس میں اضافہ ہوتا گیا۔ راستہ میں مَیں نے متعدد ڈاکٹروں سے دوائی وغیرہ لی لیکن کچھ فرق نہ پڑا۔ بہرحال بہت دشوار گزار راستوں سے ہوتے ہوئے ہم ''وا'' شہر میں پہنچے جہاں پر حضورانور کے ساتھ بعض اہم شخصیات کی ملاقات اور میٹنگ تھی۔ مَیں نے اپنے ساتھیوں کو اس کی ریکارڈنگ کے لئے بھیج دیا کیونکہ اس وقت میری حالت بہت تشویشناک تھی۔ شدتِ درد کی وجہ سے مَیں لوٹ پوٹ ہو رہا تھا، حتی کہ مَیں کرسی پر پیٹ کے بل اس طرح لیٹ گیا کہ میرا سر اور پاؤں ہوا میں تھے اور سارا وزن پیٹ پر تھا، اس طرح پیٹ کو دبانے سے درد میں کسی قدر کمی کا احساس ہوتا تھا۔ اس کے باوجود درد اتنی شدید تھی کہ میری برداشت ختم ہوگئی اور بلند آواز میں کراہنے لگا۔ مَیں نے رات اسی حالت میں گزاری۔ اگلے روز ہم نے ''ٹمالے'' جانا تھا۔ راستے میں ایک اور ہسپتال میں چیک اپ کروایا اور ڈاکٹروں نے دوا وغیرہ دی لیکن اس سے بھی کوئی فرق نہ پڑا۔ اس شہر میں ایک دن گزارنے کے بعد ہم نے آگے روانہ ہونا تھا۔ اگلے دن اس شہر میں ایک مبلغ سلسلہ کے گھر میں حضورانور اور آپ کے ساتھ جانے والے وفد کے ارکان کے لئے کھانے کا انتظام کیا گیا تھا۔ حضورانور اپنے اہل بیت کے ساتھ اسی گھر کے ایک علیحدہ کمرے میں تھے جبکہ باقی افراد وفد کے لئے کھانے کا انتظام ایک بڑے کمرے میں کیا گیا تھا۔ مَیں نے دو تین دنوں سے کچھ نہ کھایا تھا اس لئے بہت زیادہ بھوک لگی ہوئی تھی لیکن شدید درد کی وجہ سے بہت معمولی کھانے پر ہی اکتفا کیا اور چائے کا ایک کپ لیا جس میں وہاں کی مخصوص چینی کے چند مکعب نما ٹکڑے ڈالے۔ مَیں اس کمرے کے دروازے کے سامنے بیٹھا ہوا تھا جو اندر کی طرف کھلتا تھا۔ اچانک مَیں نے دیکھا کہ سب کھڑے ہو گئے۔ مَیں بھی جلدی سے اٹھا تو دیکھا کہ حضورانور میرے بالکل قریب کھڑے تھے۔ حضورانور نے پوچھا کہ کھانا سب نے کھا لیا ہے؟ پھر پوچھا کہ چائے پی ہے؟ پھر دریافت فرمایا کہ چائے میں یہاں کی مخصوص چینی ڈال کر پی ہے؟ سب نے حضورانور کے سوالوں کا جواب اثبات میں دیا۔ پھر حضورانور نے مجھے فرمایا کہ مجھے ذرا چینی پکڑائیں، لیکن مجھ سے پہلے ایک بچے نے دوڑ کر چینی کا جار اٹھایا اور حضورانور کے سامنے کر دیا۔ حضور نے مجھے فرمایا کہ اس میں سے ایک مکعب لو۔ مَیں نے ارشاد کی تعمیل کی، فرمایا: اوپر کرو، چنانچہ مَیں نے اوپر کیا تو حضورانور نے اس پر اپنے ہاتھ میں پکڑی ہوئی ایک دوا کے چند قطرے ڈال کر فرمایا کہ اسے کھا لو۔ اسے کھاتے ہی میرے پیٹ میں اچانک ایک غیر معمولی تغیر پیدا ہوا اور مجھے ایسے لگا کہ مجھے آرام آ گیا ہے۔ ابھی مَیں یہی سوچ رہا تھا کہ حضورانور نے دریافت فرمایا کہ کیا درد سے کچھ افاقہ ہوا ہے؟ مَیں نے عرض کیا جی حضور کچھ فرق محسوس ہو رہا ہے۔ پھر حضور نے پوچھا کہ کیا دوائی کا ذائقہ کڑوا تھا؟ مَیں نے عرض کیا جی حضور، آپ نے فرمایا: اب سمجھو کہ آپ کا پیٹ بالکل ٹھیک ہو گیا ہے۔ حضورانور کے جانے کے بعد مَیں واش روم میں گیا اور اس کے بعد پیٹ درد کا کہیں نام ونشان تک نہ تھا۔ جب درد سے رہائی ملی تو میری بھوک جاگ گئی اور مَیں نے دوبارہ پیٹ بھر کے کھانا کھایا۔ اس کے بعد حالانکہ سفر کے حالات بہت خراب رہے، اور کئی دوستوں کے پیٹ خراب ہوئے اور کئی بیمار بھی ہوئے، لیکن یہ محض خدا کا فضل اور پیارے آقا کی دعا کا اثر تھا کہ مجھے اس کے بعد سارے سفر میں نہ پیٹ کی کوئی تکلیف ہوئی نہ ہی صحت کے اعتبار سے کسی اور مشکل کا سامنا کرنا پڑا۔

حضورانور کی دعا اور خدائی حفاظت

برکینا فاسو کے دورہ کے دوران ہم ڈوری سے واگاڈوگو کی طرف واپس آرہے تھے، راستہ کچا تھا اور گاڑیوں کے چلنے سے اس قدر گرد وغبار اٹھتا تھا کہ سامنے چلنے والی گاڑی بھی دکھائی نہ دیتی تھی۔ ایسی صورتحال میں گاڑی چلانا بہت مشکل تھا نیز حادثات کا بہت زیادہ خطرہ تھا۔ ہماری گاڑی سب سے آگے تھی۔ ایک جگہ پر مجھے احساس ہوا کہ ہمارے پیچھے آنے والی گاڑیاں شاید کہیں رک گئی ہیں۔ ہم نے اپنی گاڑی سڑک کے ایک جانب کھڑی کر دی۔ تقریباً دس منٹ کے انتظار کے بعد مَیں نے کہا کہ ہمیں واپس جا کر پتہ کرنا چاہئے کہ قافلے کی گاڑیاں کیوں رکی ہیں، گو کہ واپس جانا خطرہ سے خالی نہ تھا تاہم پریشانی کے باعث وہاں ٹھہرنا بھی ہمارے لئے ناممکن ہو گیا تھا۔ ہم نے واپسی پر تھوڑا فاصلہ ہی طے کیا تھا کہ مجھے حضورانور کی گاڑی نظر آئی۔ گاڑی بند تھی اور وفد کا کوئی ممبر باہر نظر نہیں آرہا تھا۔ ہم نے بھی گاڑی روک دی، مَیں نے کہا مَیں جا کر پتہ کرتا ہوں۔ اتنے میں مَیں نے دیکھا ایک گاڑی سڑک سے نیچے کھائی میں گری پڑی تھی، ذرا آگے بڑھا تو دیکھا کہ حضورانور اپنی گاڑی کے اندر ہی تشریف رکھتے ہیں اور ایسے لگا جیسے دعا کر رہے ہیں۔ حضورانور کو دیکھ کر جان میں جان آئی لیکن گری ہوئی گاڑی کے سواروں کے بارہ میں تشویش ہونے لگی۔ مَیں نے کچھ توقف کیا پھر حضورانور بھی اپنی گاڑی سے باہر تشریف لے آئے تو مَیں کسی قدر آگے بڑھا، گھبراہٹ سے میری حالت غیر ہو رہی تھی لیکن حضورانور نے گاڑی سے اتر کر میری طرف دیکھ کر مسکراتے ہوئے فرمایا کہ ان کی گاڑی الٹ گئی ہے۔ پھر حضورانور سڑک کے کنارے پر تشریف لے گئے جہاں سے گری ہوئی گاڑی کو دیکھنے لگے۔ مجھے اس وقت حضورانور کی مسکراہٹ کا مطلب سمجھ میں آیا جب الٹی ہوئی گاڑی کا دروازہ کھلا اور یکے بعد دیگرے تمام افراد صحیح وسلامت باہر نکل آئے۔ یہ ضرور حضورانور کی دعا کا اعجاز تھا کہ باوجود اس کے کہ گاڑی کھائی میں جا گری تھی اور کئی جگہ سے ڈنٹ پڑ چکے تھے لیکن اس میں سوار احباب کو خراش تک نہ آئی تھی۔

مکرم میجر محمود احمد صاحب اس سفر میں حضورانور کی ہی گاڑی میں سوار تھے، وہ بیان کرتے ہیں کہ باوجود گرد وغبار کے ہم نے اس گاڑی کو سڑک سے اترتے اور الٹتے ہوئے دیکھ لیا، حضورانور نے یہ دیکھتے ہی دعا شروع کر دی اور اللہ تعالیٰ نے پیارے آقا کی دعا کو سنتے ہوئے سب کو محفوظ رکھا۔ الحمد للہ۔

مکرم عبدالماجد طاہر صاحب بیان کرتے ہیں کہ جب سب لوگ صحیح سلامت اس گاڑی سے باہر نکل آئے تو اس وقت تک ساتھ کے گاؤں کے کچھ لوگ بھی وہاں جمع ہو چکے تھے۔ حضورانور نے خدا تعالیٰ کے شکرانے کے طور پر ان تمام لوگوں میں نہایت فیاضی کے ساتھ صدقہ تقسیم فرمایا، اور ہمیں بھی فرمایا کہ ان لوگوں میں مزید صدقہ تقسیم کریں۔ اس وقت خدا کے اس پیارے کا اپنے خدا کا شکر ادا کرنے کا یہ طریق قابل دید تھا۔

پھر واگاڈوگو پہنچنے پر حضورانور نے میجر صاحب کو فرمایا کہ اس الٹنے والی گاڑی کے مسافروں کو اپنی تسلی کے لئے بے شک ہسپتال لے جا کر چیک اپ کروالیں لیکن مَیں آپ کو بتا رہا ہوں کہ یہ سب ٹھیک ہیں اور ان کو کوئی اندرونی چوٹ نہیں لگی ہے۔

(باقی آئندہ)

جب گزر جائیں گے ہم تم پہ پڑے گا سب بار
سستیاں ترک کرو طالبِ آرام نہ ہو
کام مشکل ہے بہت منزل مقصود ہے دور
اے مرے اہلِ وفا سست کبھی گام نہ ہو
ہم تو جس طرح بنے کام کئے جاتے ہیں
آپ کے وقت میں یہ سلسلہ بدنام نہ ہو

(کلام محمود)

اعلان

اگر آپ نے کبھی کوئی مقالہ یا کتاب لکھی ہے یا آپ کی کوئی تصنیف شائع ہوئی ہے تو درخواست ہے کہ اولین فرصت میں ہم سے رابطہ فرمائیں۔

''ریسرچ سیل'' ایسی تمام کتب/ اخبارات ورسائل اور مقالہ جات کا ڈیٹا Data اکٹھا کر رہا ہے جو 1889ء سے لے کر اب تک کسی بھی احمدی کی طرف سے شائع شدہ ہوں۔

درج ذیل کوائف کے مطابق ہمیں فیکس یا ای میل کریں۔ اگر آپ کے پاس سلسلہ کی پرانی کتب موجود ہیں تو بھی درخواست ہے کہ ہمیں مطلع فرمائیں۔ آپ کے تعاون کا شدت سے انتظار رہے گا۔ جزاکم اللہ خیراً۔

ضروری کوائف:

کتاب کا نام: مصنف/مرتب/مترجم کا نام: ایڈیشن: مقام اشاعت: تاریخ اشاعت: ناشر/طابع:
تعداد صفحات: سائز کتاب: موضوع۔

برائے رابطہ فون نمبرز: آفس: 0092476215953، Res:047614313,
Mob: 03344290902، فیکس نمبر: 0092476 211943
ای میل: tahqeeq@gmail.com, ayaz313@hotmail.com, tahqeeq@yahoo.com،

انچارج ریسرچ سیل۔ ربوہ

خطبہ جمعہ

جماعتی ترقی اور تعلیم و تربیت اور اگلی نسل کو سنبھالنے میں عورت اور مرد خاص طور پر وہ جو چالیس سال سے اوپر کی عمر کے ہیں بڑا اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

جماعتی ترقی ہمارے اپنے بچوں کی تربیت سے وابستہ نہیں ہے بلکہ ہماری اور ہماری نسلوں کی بقا ہر حالت میں جماعت سے جڑے رہنے سے وابستہ ہے۔

شرائط بیعت پر مضبوطی سے قائم ہونے کی نصیحت

اپنی نمازوں کی حفاظت کے ساتھ ساتھ اپنے بچوں کی نمازوں کی نگرانی بھی ماں باپ کا فرض ہے۔

بچوں کی تربیت میں مردوں اور عورتوں کو ایک دوسرے سے تعاون کرتے ہوئے، ایک دوسرے کے لئے دعا کرتے ہوئے اگلی نسل کی تربیت میں بھرپور کوشش کرنی چاہئے۔

(ذیلی تنظیموں انصاراللہ اور لجنہ اماء اللہ کے سالانہ اجتماعات کی مناسبت سے انصاراللہ اور لجنہ اماء اللہ کو خصوصی نصائح)

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز- فرمودہ یکم اکتوبر 2010ء بمطابق یکم اخاء 1389 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْکَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِکِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّا کَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

آج مجالس انصاراللہ اور لجنہ اماء اللہ یو۔ کے کے اجتماعات شروع ہو رہے ہیں۔ اسی طرح بعض اور ممالک میں بھی اجتماعات ہو رہے ہیں۔ یہ دونوں تنظیمیں اپنی اہمیت کے لحاظ سے بڑی اہم تنظیمیں ہیں اور جماعتی ترقی اور تعلیم و تربیت اور اگلی نسل کو سنبھالنے میں عورت اور مرد خاص طور پر وہ جو چالیس سال سے اوپر کی عمر کے ہیں، بڑا اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ اگر اپنی اس ذمہ داری کو ہماری عورتیں اور مرد حقیقی رنگ میں محسوس کر لیں اور جو ذمہ داریاں مرد اور عورت پر ہیں ان پر بھرپور طور پر توجہ دیں اور ان ذمہ داریوں کو ادا کرنے کی کوشش کریں تو اگلی نسل کے جماعت سے جڑے رہنے اور ان کے اخلاص و وفا میں بڑھتے چلے جانے کی ضمانت مل سکتی ہے۔ جہاں تک جماعتی ترقی کا سوال ہے، اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ خدا تعالیٰ کا فیصلہ ہے اور اس بات کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بھی اسی طرح وعدہ ہے جیسا کہ آپ کے آقا و مطاع حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اللہ تعالیٰ نے تسلی دلائی تھی کہ آخری زمانے میں آپ کے غلامِ صادق کے مبعوث ہونے کے بعد اسلام کی نشأۃ ثانیہ کا ایک اور دور شروع ہو گا، اس میں اسلام کا آخری غلبہ ہو گا۔ پس یہ ترقی تو جماعت کا مقدر ہے، انشاء اللہ۔ راستے کی مشکلات بھی ہوتی ہیں جیسا کہ دوسری الٰہی جماعتوں کو ہوئیں۔ امتحانوں کا سامنا کرنا پڑا۔ جماعت احمدیہ کو بھی وقتاً فوقتاً مختلف جگہوں پر ان مشکلات سے گزرنا پڑتا ہے۔ آگیں بھڑکائی جاتی ہیں لیکن یہ آگیں اللہ تعالیٰ ٹھنڈی کر دیتا ہے۔ اور نہ صرف ٹھنڈی کر دیتا ہے بلکہ مومن ان تکالیف اور مشکلات میں سے جب گزرتا ہے تو اس سونے کی مانند ہوتا ہے جو آگ میں پڑ کر کندن بن کر نکلتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس مضمون کو خود بھی قرآنِ کریم میں بیان فرمایا ہے کہ میں آزمائشیں بھی کرتا ہوں، امتحان بھی لیتا ہوں۔ فرماتا ہے کہ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْا اَنْ يَّقُوْلُوْا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ (العنکبوت:3) کیا اس زمانے کے لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ ان کا یہ کہہ دینا کہ ہم ایمان لے آئے ہیں کافی ہو گا اور وہ چھوڑ دیئے جائیں گے اور ان کو آزمایا نہ جائے گا؟

پھر فرماتا ہے: وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكَاذِبِيْنَ (العنکبوت:4) جو لوگ پہلے گزر چکے ہیں ان کو بھی ہم نے آزمایا تھا اور اب بھی وہ ایسا ہی کرے گا۔ سو اللہ تعالیٰ ظاہر کر دے گا ان کو بھی جنہوں نے سچ بولا اور ان کو بھی جنہوں نے جھوٹ بولا۔

پس یہ اللہ تعالیٰ کا قانون ہے کہ کھرے اور کھوٹے میں فرق کرنے کے لئے آزماتا ہے۔ کبھی کسی قسم کے امتحان سے گزارتا ہے اور کبھی کسی اور قسم کے امتحان سے گزارتا ہے۔ یہ امتحان ایمان میں جو مضبوط لوگ ہیں ان کے تعلق میں اضافہ کرتا ہے۔ ان کا مضبوط ایمان بڑھا دیتا ہے اور جو کمزور اور معترض ہیں جو کہ کسی نہ کسی رنگ میں اعتراض میں مصروف رہتے ہیں، وہ لوگ ہر جماعت میں کچھ نہ کچھ ہوتے ہیں۔ چھوٹی چھوٹی باتوں پر اعتراض ہوتے ہیں۔ چھوٹے عہدے داروں پر اعتراض ہوتے ہیں۔ بڑے عہدے داروں پر اعتراض ہوتے ہیں اور پھر یہ اعتراض جو شروع ہوتے ہیں تو بڑھتے بڑھتے ان لوگوں کے ایمان کے لئے بھی خطرہ اور ابتلا بن جاتے ہیں اور اگر اللہ کا خاص فضل نہ ہو تو پھر بعضوں پہ ایک صورت ایسی بھی آ جاتی ہے جو اللہ تعالیٰ کی قائم کردہ جماعت کی صداقت پر ہی شک کرنے لگ جاتے ہیں۔ اسی طرح مخالفین کی طرف سے تکالیف اور دشمنیاں کمزور ایمان والوں کو ابتلاؤں میں ڈال دیتی ہیں۔ پس مومن کا امتحان اس کو مزید صیقل کرنے کے لئے ہے۔ اس کو خدا تعالیٰ کا قرب دلانے کے لئے ہے اور من حیث الجماعت، جماعت کے لئے کامیابی کے نئے راستے کھولنے کے لئے ہے، نہ کہ مغلوب کرنے کے لئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ”جو لوگ خدائی امتحان میں پاس ہو جاتے ہیں پھر ان کے واسطے ہر طرح کے آرام و آسائش رحمت اور فضل کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں“۔

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 460 جدید ایڈیشن مطبوعہ ربوہ)

پھر آپ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ: ”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی تکالیف کا نتیجہ تھا کہ مکہ فتح ہو گیا“۔ (ملفوظات جلد 2 صفحہ 299 جدید ایڈیشن مطبوعہ ربوہ)

پس یہ ابتلاء انبیاء اور انبیاء کی جماعتوں کے لئے فتوحات کے دروازے کھولنے کے لئے ہیں۔ اگر ہم اپنے فرائض ادا کرتے ہوئے جو بھی ابتلاء اور امتحان آئیں گے، ان میں سے کامیابی سے گزرنے کی کوشش کرتے رہے تو رحمت اور فضل کے دروازے ہم پر بھی کھلتے چلے جائیں گے۔ انشاء اللہ۔ جب اللہ تعالیٰ نے كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ (المجادلہ:22) فرمایا تو ساتھ ہی فرمایا کہ یہ یقینی غلبہ اس لئے ہے کہ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ (المجادلہ:22) کہ یعنی اللہ تعالیٰ قوی ہے، مضبوط ہے اور تمام طاقتوں والا ہے۔ وہ عزیز ہے۔ وہی ہے جو اپنی تمام صفات کی وجہ سے قابلِ تعریف ہے۔ وہ ناقابلِ شکست ہے اور ہر چیز پر غالب ہے۔

پس یہ ہمیشہ ہمیں اپنے ذہن میں رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرمایا ہے اور آپ کی قائم کردہ جماعت نے اللہ تعالیٰ کے وعدے کے مطابق غالب تو انشاء اللہ تعالیٰ آنا ہے۔ راستے کی مشکلات ناکامی کی نہیں بلکہ کامیابی کی علامت ہیں۔ اگر ہم تقویٰ پر قائم رہتے ہوئے اپنی اور اپنے بچوں کی اصلاح کی طرف نظر رکھیں گے، اپنے فرائض اور ذمہ داریوں کو سمجھتے ہوئے اپنے آپ کو اور اپنے بچوں کو اس نظام کا حصہ بنائے رکھیں گے جو اللہ تعالیٰ نے قائم فرمایا تو ہم بھی اس رحمت اور فضل

کے حاصل کرنے والے بن جائیں گے جو خدا تعالیٰ نے جماعت کے لئے مقدر کئے ہوئے ہیں۔ اور ہم بھی اور ہماری نسلیں بھی انشاء اللہ تعالیٰ فتوحات دیکھیں گی۔ اگر ہم میں سے کوئی عمر کے اس حصے میں پہنچا ہوا ہے جہاں بظاہر زندگی کا کچھ حصہ نظر آ رہا ہے، بڑی عمر ہے، ویسے تو کسی کا نہیں پتہ کہ کب قضا آ جائے، لیکن بہرحال بڑی عمر کے لوگوں کو زیادہ فکر ہوتی ہے۔ جو اس میں بھی پہنچا ہوا ہے تو جس طرح بچوں کی دنیاوی بہتری کے لئے بڑی عمر کے لوگوں کو فکر ہوتی ہے، بڑا ترڈد ہوتا ہے، اسی طرح اسے دینی حالت کی بہتری اور جماعت سے اپنی نسلوں کو جوڑے رکھنے کے لئے بھی فکر ہونی چاہیے۔ دنیاوی بہتری کے سامان کرنے کے لئے، بچوں کے لئے جائیداد، مکان، بہتر تعلیم یا کام کی ان کو فکر ہوتی ہے۔ بڑے لوگ دعاؤں کے لئے لکھتے ہیں۔ تو اسی طرح ان کی بچوں کی روحانی اور اخلاقی حالت کی بہتری کے لئے بھی فکر ہونی چاہئے۔ یہی تقویٰ ہے اور یہی اس عہد کا حق ادا کرنے کی کوشش ہے جو ہم اپنے اجلاسوں اور اجتماعوں میں دہراتے ہیں۔

پس یاد رکھنا چاہئے کہ جماعتی ترقی ہمارے اپنے بچوں کی تربیت سے وابستہ نہیں ہے بلکہ ہماری اور ہماری نسلوں کی بقا ہر حالت میں جماعت سے جڑے رہنے سے وابستہ ہے۔ جماعت اور اسلام کا غلبہ تو اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر ہے۔ اس خدا کی تقدیر ہے جو تمام طاقتوں کا مالک خدا ہے اور وہ ناقابلِ شکست اور غالب ہے۔ اگر کوئی ہم میں سے راستے کی مشکلات دیکھ کر کمزوری دکھاتا ہے، اگر ہماری اولادیں ہمارے ایمان میں کمزوری کا باعث بن جاتی ہیں، اگر ہماری تربیت کا حق ادا کرنے میں کمی ہماری اولادوں کو دین سے دور لے جاتی ہے، اگر کوئی ابتلا ہمیں یا ہماری اولادوں کو ڈانواں ڈول کرنے کا باعث بن جاتا ہے تو اس سے دین کے غلبے کے فیصلے پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔ ہاں جو کمزوری دکھاتے ہیں وہ محروم رہ جاتے ہیں اور خدا تعالیٰ دوسروں کو سامنے لے آتا ہے، اور لوگوں کو سامنے لے آتا ہے، نئی قومیں کھڑی کر دیتا ہے۔ پس اس اہم بات کو، اور یہ بہت ہی اہم بات ہے ہمیں ہمیشہ ہر وقت اپنے سامنے رکھنا چاہئے اور اس کو سامنے رکھتے ہوئے اپنی نسلوں کی تربیت کی فکر کی ضرورت ہے۔ سب سے اہم بات اس سلسلے میں ہمارے اپنے پاک نمونے ہیں۔

انصار اللہ کی عمر چالیس سال سے شروع ہوتی ہے۔ گویا انصار اللہ کی عمر میں انسان اپنی پختگی کی عمر کو پہنچ جاتا ہے اور سوچ میں گہرائی پیدا ہو جاتی ہے۔ اور جب یہ صورت ہو تو اس عمر میں پھر آخرت کی فکر بھی ہونی چاہئے اور یہی ایک ایسے شخص کا، ایک ایسے مومن کا رویہ ہونا چاہئے جس کو اللہ تعالیٰ پر ایمان ہو، یقین ہو اور تقویٰ میں ترقی کرنے کے لئے اس کی کوشش ہو تو پھر اس کی یہ سوچ ہونی چاہئے کیونکہ ایک احمدی نے اپنے عہد میں، عہدِ بیعت میں اس بات کا اقرار کیا ہوا ہے کہ اس نے تقویٰ میں ترقی کرنی ہے، تمام اعلیٰ اخلاق اپنانے ہیں، اس لئے اس کو تو عمومی طور پر اور اس پختہ عمر میں خاص طور پر یہ سوچ اپنے اندر بہت زیادہ پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ انصار اللہ ہیں۔ ایک ایسی عمر ہے جو نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہ کا اعلان کرتے ہیں۔ ان کو تو ہر وقت یہ بات اپنے پیشِ نظر رکھنی چاہئے۔

عہدِ بیعت کا خلاصہ کیا ہے؟ شرک سے اجتناب کرنا، جھوٹ سے بچنا، لڑائی جھگڑوں اور ظلم سے بچنا، خیانت سے بچنا، فساد اور بغاوت سے بچنا، نفسانی جوش کو دبانا، پانچ وقت نمازوں کی ادائیگی کرنا، تہجد کی ادائیگی کی طرف توجہ دینا، استغفار دعاؤں اور درود کی طرف توجہ دینا، تسبیح و تحمید کرنا، تنگی اور آسائش ہر حالت میں خدا تعالیٰ سے وفا کرنا، قرآنِ شریف کے احکامات پر عمل کرنا، تکبر نخوت سے پرہیز کرنا، عاجزی اور خوش خلقی کا اظہار کرنا، ہمدردی خلق کا جذبہ اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر اپنے اندر پیدا کرنا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی کامل اطاعت کا جُوا اپنی گردن پر ڈالنا۔ یہ ہے خلاصہ شرائطِ بیعت کا۔ پس اگر غور کریں تو یہ باتیں ایک انسان میں تقویٰ میں ترقی کا باعث بنتی ہیں۔ اور یہ کم از کم معیار ہے جس کی ایک احمدی سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے توقع فرمائی ہے۔ اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی بعثت کا یہی مقصد تھا کہ ایک انسان میں یہ چیزیں پیدا کی جائیں اور انسان آپ کی بیعت میں آ کر تقویٰ میں ترقی کرے۔

آپؑ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ: ’’خدا تعالیٰ نے مجھے اس لئے مامور کیا ہے کہ تقویٰ پیدا ہو اور خدا تعالیٰ پر سچا ایمان جو گناہ سے بچاتا ہے پیدا ہو۔ خدا تعالیٰ تاوان نہیں چاہتا بلکہ سچا تقویٰ چاہتا ہے‘‘۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 100 جدید ایڈیشن مطبوعہ ربوہ)

THOMPSON & CO SOLICITORS

New Office in Morden

Consult us for your legal requirements

such as Immigration & Nationality, Conveyancing, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings, Wills & Probate, Criminal Litigation.

Contact: Anas A.Khan, John Thompson, Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panel) **& David Wilson.**

Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel: 020 8767 5005

Branch Office: 14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040

Morden Branch: 164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697

Mobile: 07702896350 -- 24hrs Crime Line: 07533667921

پس یہ تقویٰ ہے جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے۔ تقویٰ وہ ہے جو دل کی آواز ہو، جو خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے دل سے اٹھنے والی آواز ہو۔ یہ عبادتیں، شرک سے پرہیز یا ان باتوں پر عمل جو انسان کے اعلیٰ اخلاق کا اظہار ہیں یہ سب کسی قسم کی چٹی، جرمانہ یا تاوان سمجھ کر نہ ہو بلکہ اللہ تعالیٰ سے پیار کے تعلق کی وجہ سے ہو۔ ایمان کا وہ مقام ہو جس کے بارے میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ (البقرۃ: 166) اور جو لوگ ایمان لانے والے ہیں ان کی محبت سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ہی ہوتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سے محبت میں ترقی کرنے کے ساتھ ساتھ ایمان میں ترقی کرتے ہیں اور ایمان میں ترقی تقویٰ میں ترقی کا باعث بنتی ہے۔ پس ہمارے انصار اللہ کی بھی اور ہماری لجنہ اماء اللہ کی بھی یہ ایک ذمہ داری ہے کہ تقویٰ میں ترقی کر کے ہم آئندہ نسلوں کے لئے وہ پاک نمونہ قائم کرنے والے بن جائیں جو ہماری نسلوں کی روحانی زندگی اور روحانی ترقی کی ضمانت بن جائے۔ عورت اور مرد ہر ایک پر اپنے اپنے دائرے میں بعض فرائض اور ذمہ داریاں ہیں جن کا پورا کرنا دونوں کا فرض ہے اور اس کے لئے لائحہ عمل، اس کے لئے ایک گائیڈ لائن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے شرائطِ بیعت کی صورت میں ہمارے سامنے رکھ دی ہے، اس پر ہر وقت غور ہونا چاہئے۔ اس کا خلاصہ میں نے بیان کر دیا ہے۔

نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہ کا نعرہ کیوں لگایا گیا تھا۔ قرآنِ کریم میں ہمیں دو جگہ اس کا ذکر ملتا ہے، ایک سورۃ آلِ عمران میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ فَلَمَّآ اَحَسَّ عِیْسٰی مِنْھُمُ الْکُفْرَ قَالَ مَنْ اَنْصَارِیْٓ اِلَی اللّٰہِ ۔ قَالَ الْحَوَارِیُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہِ ۔ اٰمَنَّا بِاللّٰہِ ۔ وَاشْھَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ۔ (سورۃ آل عمران: 53) پس جب عیسیٰ نے ان میں انکار کا رجحان محسوس کیا تو کہا کہ کون اللہ کی طرف بلانے میں میرے انصار ہوں گے تو حواریوں نے کہا کہ ہم اللہ کے انصار ہیں۔ ہم اللہ پر ایمان لے آئے ہیں اور تو گواہ بن جا کہ ہم فرمانبردار ہیں۔

جیسا کہ آیت سے ظاہر ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہ دیکھا کہ انکار اور کفر میں یہ لوگ بڑھتے چلے جا رہے ہیں تو پھر آپ نے فرمایا کہ میں تمہیں اللہ کے دین کے لئے پکار رہا ہوں اور میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے آیا ہوں۔ تمہاری بقا اسی میں ہے کہ مجھے قبول کرو اور اللہ کی پہچان کرو اور اس کے حکموں پر چلنے کی کوشش کرو۔ آگے بڑھو اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے اس دین کو اختیار کرو۔ اور پھر ان میں سے جو چند حواری تھے وہ آگے آئے اور انہوں نے جب نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہِ کہا تو یہ دعا بھی کی کہ رَبَّنَآ اٰمَنَّا بِمَآ اَنْزَلْتَ وَ اتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاکْتُبْنَا مَعَ الشّٰھِدِیْنَ (سورۃ آل عمران: 54) کہ اے ہمارے رب! جو کچھ تو نے اتارا ہے ہم اس پر ایمان لے آئے ہیں اور ہم اس رسول کے متبع ہو گئے ہیں۔ پس تُو ہمیں گواہوں میں لکھ لے۔

رسول کی اتباع کیا ہے؟ اس سے کئے گئے عہد کو پورا کرنا، اس کی لائی ہوئی تعلیم پر عمل کرنے کی بھرپور کوشش کرنا، اس تعلیم کی سچائی پر کامل ایمان ہونا۔

اور پھر ہم دیکھتے ہیں اس کا دوسرا ذکر سورۃ الصّف میں ملتا ہے۔ یہاں فرمایا کہ: یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُوْنُوْٓا اَنْصَارَ اللّٰہِ کَمَا قَالَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ لِلْحَوَارِیّٖنَ مَنْ اَنْصَارِیْٓ اِلَی اللّٰہِ قَالَ الْحَوَارِیُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہِ فَاٰمَنَتْ طَّآئِفَۃٌ مِّنْۢ بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ وَ کَفَرَتْ طَّآئِفَۃٌ فَاَیَّدْنَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا عَلٰی عَدُوِّھِمْ فَاَصْبَحُوْا ظٰھِرِیْنَ۔ (الصف: 15) اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ کے انصار بن جاؤ، جیسا کہ عیسیٰ بن مریم نے حواریوں سے کہا تھا کہ کون ہے جو اللہ کی طرف رہنمائی کرنے میں میرے انصار ہوں۔ حواریوں نے کہا ہم اللہ کے انصار ہیں۔ پس بنی اسرائیل میں سے ایک گروہ ایمان لے آیا اور ایک گروہ نے انکار کر دیا۔ پس ہم نے ان لوگوں کی جو ایمان لائے ان کے دشمنوں کے خلاف مدد کی تو وہ غالب آ گئے۔

پس غلبہ ایمان لانے والوں کا ہوا اور یہی ان کا مقدر ہوتا ہے اور یہی الٰہی جماعتوں کا مقدر ہے۔ جو ایمان لاتے ہیں وہی غلبہ حاصل کرتے ہیں۔ یہاں حضرت عیسیٰ کے حواریوں کی مثال دے کر ہمیں یہ توجہ دلائی ہے کہ اے مسلمانو! اللہ تعالیٰ کے انصار بن جاؤ۔ جب مسیح موعود کا دعویٰ ہو تو تم بھی ایمان لانے والے گروہ میں شامل ہو جانا، انکار کرنے والے گروہ میں شامل نہ ہونا۔ پس اللہ تعالیٰ کا یہ احسان ہے کہ آج ہمیں اس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام پر ایمان لانے والے گروہ میں شامل فرمایا ہے۔ تو پھر اب ہمارا فرض بنتا ہے کہ ہم بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عاشقِ صادق کی مکمل پیروی کریں تا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا لایا ہوا دین دنیا میں پھیلا سکیں۔ اپنے ایمانوں کو مضبوط کریں اور اپنی نسلوں میں وہ ایمان پیدا کریں اور کرنے کی کوشش کریں جن سے آگے پھر انصار اللہ کی جاگ لگتی چلی جائے۔ ایک کے بعد دوسرا مددگار پیدا ہوتا چلا جائے۔ اور اس کی جاگ تبھی لگ سکتی ہے جب ہم اپنے عہدِ بیعت کو سامنے رکھیں اور اس کی ہر شِق کے نمونے اپنی اولادوں کے سامنے پیش کرنے والے بن جائیں۔ تبھی یہ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہِ کا نعرہ جاری رہے گا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں کے کچھ عرصہ یا نسلوں بعد تو اللہ تعالیٰ پر ایمان اور تعلیم کی پیروی ختم ہو گئی تھی، جیسا کہ میں نے گزشتہ خطبہ میں بھی کہا تھا۔ اس کا ذکر ہو چکا ہے کہ بادشاہوں کے عیسائی ہونے کے ساتھ ہی وہ آزادی تو مل گئی لیکن کچھ عرصے بعد موحدین کی جو تعداد تھی وہ کم ہوتے ہوتے تقریباً ختم ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ جو واحد و یگانہ ہے اس کی ذات تو پیچھے چلی گئی اور اللہ تعالیٰ کا ایک عاجز بندہ

اور اللہ تعالیٰ کا رسول ظالمانہ طور پر خدا تعالیٰ کے مقابلے پر لا کر کھڑا کر دیا گیا۔لیکن مسیح محمدی کے ماننے والوں نے توحید کے قیام اور اس کو اپنی نسلوں میں جاری رکھنے کے لئے اپنی تمام تر صلاحیتوں کو بروئے کار لانا ہے اور وہ روحانی غلبہ حاصل کرنا ہے جس کے لئے انسان پیدا کیا گیا ہے۔یعنی اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کی عبادت کرنے والا بنانا ہے۔خدا تعالیٰ کے پیغام کو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے ہم تک پہنچا ہے اور جسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے ذریعے دنیا میں پھیلانے کا اللہ تعالیٰ نے اس زمانے میں اہتمام فرمایا ہے، اس پیغام کو مسیح اور مہدی کے انصار بن کر دنیا میں پھیلانا ہے۔اور پھر اپنے تک ہی محدود نہیں رکھنا بلکہ اپنی اولاد کے دل میں بھی اس دین کی عظمت کو اس طرح قائم کرنا ہے کہ ان میں سے نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہِ کا نعرہ لگانے والے پیدا ہوتے چلے جائیں اور یہ تعداد پھر بڑھتی چلی جائے یہاں تک کہ دنیا پر اسلام کا ایک نئی شان کے ساتھ غلبہ ہم دیکھیں۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے جو پہلی چیز اپنی شرائطِ بیعت میں ہمارے سامنے رکھی ہے وہ شرک سے اجتناب ہے۔(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 159۔ اشتہار ''تکمیل تبلیغ'' 12 جنوری 1889ء۔ ضیاء الاسلام پریس ربوہ)

مسیح موسوی کے حواریوں کا جو اثر تھا اس معیار تک قائم نہیں رہا جہاں نسلاً بعد نسلٍ وہ موحدین پیدا کرتے چلے جاتے، اس لئے کچھ عرصے کے بعد ان کی نسلیں شرک کے پھیلانے کا باعث بن گئیں۔اس لئے کہ انہوں نے تعلیم پر عمل نہیں کیا اور ان کے ایمانوں میں کمزوری پیدا ہوتی چلی گئی۔اس لئے کہ خدا تعالیٰ سے تعلق آہستہ آہستہ کم ہو گیا اور دنیاداری ان کا مقصود اور مطلوب ہو گئی۔پس مسیح محمدی کے غلاموں نے خدا تعالیٰ سے ذاتی تعلق کو نہ اپنی ذات میں کم ہونے دینا ہے نہ اپنی نسلوں میں کم ہونے دینا ہے، ورنہ پہلے حواریوں کی طرح یا ان کی نسلوں کی طرح ایمانی کمزوری پیدا ہوتے ہوتے شرک کی حالت پیدا ہو جائے گی۔اور اب دیکھ لیں جو دوسرے مسلمان ہیں ان میں بعض ایسے بھی ہیں جو مسلمان کہلانے کے باوجود قبروں اور پیروں اور اس قسم کے شرکوں میں مبتلا ہوئے ہوئے ہیں۔پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام ہی ہیں جنہوں نے ہمیں حقیقی اسلامی تعلیم بتا کر اس قسم کے شرکوں سے محفوظ رکھا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے جہاں اعلیٰ اخلاق اور حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف توجہ دلائی ہے وہاں ہر احمدی کو اور جماعت میں شامل ہونے والے کو یہ فرمایا کہ اگر میری بیعت میں آنا چاہتے ہو تو شرک سے بچنے کے بعد یہ عہد کرو کہ بلا ناغہ پنج وقت نماز موافق حکم خدا اور رسول کے ادا کرتے رہو گے۔ پس ہمیں دیکھنا ہے کہ خدا نے نمازوں کے بارے میں کیا حکم دیا ہے۔سورۃ فاتحہ میں فرمایا اِیَّاکَ نَعْبُدُ کہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور ساتھ ہی یہ بھی دعا سکھائی کہ تیرے حکم کے مطابق تیری عبادت کرنے کے لئے تیری مدد کی ضرورت ہے۔اس کے بغیر ہم کچھ نہیں۔اس لئے اِیَّاکَ نَسْتَعِیْن، تجھ سے مدد بھی مانگتے ہیں۔پس جب ایک عاجزی کے ساتھ عبادت کے لئے خدا تعالیٰ سے مدد مانگنے کی طرف توجہ رہے گی تو پھر نماز کا یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ (البقرۃ:4) کا حکم بھی سامنے آ جائے گا اور پھر نمازوں کے قیام کے نمونے قائم ہوں گے۔یعنی پانچ وقت نمازوں کے اوقات میں نمازوں کی ادائیگی کی طرف توجہ ہو گی۔اللہ تعالیٰ ایک جگہ فرماتا ہے۔ حٰفِظُوْا عَلَی الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوۃِ الْوُسْطٰی۔ وَقُوْمُوْا لِلّٰہِ قٰنِتِیْن (البقرۃ:239) کہ نمازوں اور خصوصاً درمیانی نماز کا خیال رکھو۔پس نمازوں کا خیال رکھنا اور اس کی نگرانی کرنا ایک مومن پر فرض ہے۔اور خاص طور پر وہ نماز جو ہمارے کاموں کے دوران، ہماری مصروفیات کے دوران، ہماری تھکاوٹ اور نیند کے اوقات میں آتی ہے۔اس کا خیال رکھنا خاص طور پر ضروری ہے۔اب اس ایک حکم میں ہی تمام نمازوں کی حفاظت کا حکم آ گیا ہے۔ہر شخص کے لئے اس کی صلٰوۃِ الْوُسْطٰی کی حفاظت اسے عمومی طور پر نمازوں کی طرف متوجہ رکھے گی۔اور پھر نمازوں کی یہ حفاظت نہ صرف ایک مومن کے لئے اس کے ایمان میں اضافے کا باعث بنے گی بلکہ نمازوں کا حق ادا کرتے ہوئے نمازوں کی ادائیگی اس کی نسل کے لئے پاک نمونہ قائم کرنے کے ساتھ ساتھ اس کی اولاد کو بھی دعاؤں کا وارث بناتے ہوئے ان کے نیک مستقبل کی حفاظت کا سامان بھی کرتی چلی جائے گی۔نمازوں کا حق ادا کرنا کیا ہے؟ بہت سے لوگ جو خاص طور پر انصار اللہ کی تنظیم میں پہنچے ہوئے ہیں نمازیں تو پڑھنے والے ہیں لیکن ان کی اولادیں ان سے نالاں ہیں۔اپنی نمازوں کی حفاظت کے ساتھ ساتھ اپنے بچوں کی نمازوں کی نگرانی بھی ماں باپ کا فرض ہے۔لیکن اس فرض کے ادا کرنے کے لئے بچوں کی بچپن سے تربیت اور نگرانی کی ضرورت ہے۔بچپن میں جب اہمیت کا نہ بتایا جائے تو بچہ جب جوانی کی عمر میں قدم رکھتا ہے خاص طور پر لڑکے تو پھر ان پر بعض والدین ضرورت سے زیادہ سختی کرتے ہیں۔کئی بچے مزید بگڑ جاتے ہیں۔پھر ماں باپ کو شکوہ ہوتا ہے کہ بچے بگڑ رہے ہیں۔پھر بعض دفعہ ایسی صورت ہوتی ہے کہ نمازوں کی ادائیگی میں تو بظاہر باپ بڑا اچھا ہوتا ہے لیکن بیوی اور بچوں کے ساتھ اس کے سلوک کی وجہ سے بچے نہ صرف باپ سے دور ہٹ جاتے ہیں بلکہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے باپ کو اس کی نمازوں نے اتنا خشک مزاج اور سخت طبیعت کا کر دیا ہے اور وہ نمازیں پڑھنے سے انکاری ہو جاتے ہیں۔یا اگر انکاری نہیں ہوتے تو نہ پڑھنے کے سو بہانے تلاش کرتے ہیں۔

پس نمازوں کی حفاظت اور اس کا حق ادا کرنا یہ بھی ہے کہ ایسی نمازیں ادا ہوں جو ہر قسم کے اخلاق کو مزید صیقل کرنے والی ہوں۔بیویوں کے بھی حقوق ادا ہو رہے ہوں اور بچوں کے بھی حقوق ادا ہو رہے ہوں۔چالیس سال کی عمر جیسا کہ میں نے کہا بڑی پختگی کی عمر ہے لیکن اس عمر میں اگر ہم جائزے لیں تو بہت سے ایسے لوگ نکل آئیں گے جو اپنی نمازوں کی بھی حفاظت نہیں کرتے۔اپنے فرائض کو ادا نہیں کر رہے ہوتے۔تو پھر اپنے بچوں سے کس طرح امید رکھ سکتے ہیں کہ وہ نیکیوں پر قائم ہوں۔یا ان کی کیا ضمانت ہے کہ وہ احمدیت کے ساتھ جڑے رہیں گے۔

ہم اپنے شہداء کا ذکر سنتے ہیں۔ایک چیز خصوصیت سے ان میں نظر آتی ہے۔عبادت اور ذکرِ الٰہی کی طرف توجہ۔جس طبقہ کے لوگ بھی تھے ان کی اس طرف توجہ تھی۔اور اپنے بچوں سے انتہائی پیار کا تعلق اور ان کو دین سے جوڑے رکھنا۔اور بچوں پر بھی ان کی باتوں کا ایک نیک اثر تھا۔پس یہ وہ لوگ ہیں جو انصار اللہ ہونے کا حق ادا کرنے والے ہیں۔پس میں پھر انصار اللہ سے کہتا ہوں کہ اگر وہ انصار اللہ کا حق ادا کرنے والے بننا چاہتے ہیں تو اپنی نمازوں اور اپنی عبادتوں کی نہ صرف خود حفاظت کریں بلکہ اس کا حق اپنی نسلوں میں عبادت کرنے والے پیدا کر کے ادا کریں۔پھر آپ نے اپنی شرائط بیعت میں اس طرف بھی توجہ دلائی ہے کہ فرائض نمازوں کے ساتھ تہجد اور نوافل کی طرف بھی توجہ دو۔پینسٹھ ستر سال کی عمر کو پہنچ کر تو شاید ایک تعداد تہجد پڑھتی بھی ہو اور ان کو خیال بھی آ جاتا ہو۔لیکن انصار کی جو ابتدائی عمر ہے اس میں بھی تہجد کی طرف توجہ کی ضرورت ہے۔اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت میں یقیناً ایک تعداد ہے جو تہجد کا التزام کرنے والی ہے۔بلکہ خدام میں بھی ہیں۔لیکن انصار میں یہ تعداد اکثریت میں ہونی چاہئے۔انصار اللہ کا نام جو چالیس سال سے اوپر کی مردوں کی تنظیم کو دیا گیا ہے اور جو پیغام نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہ کے اعلان میں ہے وہ یہ ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے دین کی خاطر غیر معمولی قربانی پیش کرنے کے لئے بھی تیار ہیں۔اور دین کے قیام کے لئے ہم اپنی ہر کوشش اور ہر صلاحیت اور ہر ذریعہ بروئے کار لانے کے لئے تیار ہیں۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے ہمیں فرمایا ہے کہ دین کا پھیلاؤ تو دعاؤں کے ذریعے سے ہونا ہے۔تبلیغ کے ساتھ ساتھ دعاؤں نے ایک بہت بڑا کردار ادا کرنا ہے۔پس دعاؤں کی طرف ایک خاص جوش کے ساتھ ہمیں توجہ دینے کی ضرورت ہے۔انصار اللہ کی عمر ایک تو پختہ عمر ہے اس میں عارضی اور جذباتی کوششوں پر اکتفا نہیں کرنا چاہئے بلکہ اپنے مستقل جائزے لیتے ہوئے اس حق کو ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے جس کا ادا کرنا ہم پر فرض ہے۔دعاؤں کا حق، نمازوں اور نوافل کے ذریعے ہی صحیح طور پر ادا ہو سکتا ہے۔

پھر آپ نے فرمایا کہ ایک احمدی قرآنِ شریف کی حکومت کو بکلی اپنے سر پر قبول کرے گا۔قرآنِ حکیم کی حکومت قبول کرنے کے لئے اس سے ایک خاص تعلق جوڑنے کی ضرورت ہے۔خدا تعالیٰ کے اس کلام کو روزانہ پڑھنے اور سمجھنے کی ضرورت ہے۔پس انصار اللہ کی تنظیم میں شامل ہر شخص اس بات کی پابندی کرے کہ مَیں نے قرآنِ کریم کی تلاوت ہر صورت میں روزانہ کرنی ہے۔اسی طرح لجنہ ہے، خواتین ہیں، ان کا بھی فرض ہے۔یہ حکم صرف انصار اللہ کے لئے نہیں ہے۔جماعت کے ہر فرد کے لئے ہے اور خاص طور پر وہ لوگ، عورتیں اور مرد جنہوں نے اگلی نسلوں کو سنبھالنا ہے ان پر خاص فرض ہے کہ اپنے نمونے قائم کریں اور روزانہ تلاوت کریں۔پھر اس کا ترجمہ بھی سمجھنا ہے۔تو جہاں ہم میں سے ہر ایک اس وجہ سے اپنے علم میں اضافے اور برکات سے فیض یاب ہونے کے سامان کر رہا ہو گا وہاں یہ پاک نمونہ اپنے بچوں کے سامنے پیش کر کے انہیں بھی خدا تعالیٰ کے اس کلام سے تعلق جوڑنے کا سامان کر رہا ہو گا۔

یہ شرائط بیعت کا خلاصہ جو مَیں نے بیان کیا ہے، جیسا کہ مَیں نے کہا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی نظر میں یہ ایک احمدی کا کم از کم معیار ہے اور انصار اللہ کو تو ان باتوں کے اعلیٰ معیار حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

اسی طرح ہماری عورتیں ہیں وہ گھر کی نگرانی کی حیثیت سے اسی طرح اپنے بچوں کی تربیت کی ذمہ دار ہیں جیسے مرد بلکہ مردوں سے بھی زیادہ۔کیونکہ بچے کی ابتدائی عمر جو ہے ماں کے قرب میں اور اس کی گود میں گزرتی ہے۔سکول جانے والا بچہ ہے۔وہ بھی گھر میں آ کر ماں کے پاس ہی اکثر وقت رہتا ہے۔تو ماؤں کی بھی بہت بڑی ذمہ داری ہے۔اگر ماؤں کی اپنی دینی تربیت ہے۔ان کو خود دین کا علم ہے تو بچے ایسے ماحول میں پروان چڑھتے ہیں جہاں اِکّا دُکّا استثناء کے علاوہ عموماً بچوں کو دین سے گہرا لگاؤ ہوتا ہے۔ایسی ہی عورتوں کے متعلق ایک موقع پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا تھا کہ میں نے دیکھا ہے کہ بعض عورتیں بسبب اپنی قوتِ ایمانی کے مردوں سے بڑھی ہوئی ہوتی ہیں۔فضیلت کے متعلق مردوں کا ٹھیکہ

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

نہیں۔ جس میں ایمان زیادہ ہوا وہ بڑھ گیا۔ خواہ مرد ہو خواہ عورت۔

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 268 مطبوعہ ربوہ)

تو ہماری تو ہر عورت کو یہ معیار حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ مرد اور عورت میں ایک دوڑ ہو۔ دونوں طرف سے نیکیوں میں آگے بڑھتے چلے جانے کی ایک کوشش ہو۔ جب یہ صورت پیدا ہو جائے تو انشاء اللہ تعالیٰ آپ دیکھیں گے کہ نئی نسل کس طرح خدا تعالیٰ کے قریب ہوتی چلی جائے گی۔ یہ شرائطِ بیعت جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمارے سامنے بیان فرمائی ہیں ان میں یہ تخصیص کوئی نہیں ہے کہ یہ مردوں کے لئے ہیں اور عورتوں کے لئے نہیں۔ بلکہ ہر دو اور ہر طبقے کے لئے ہیں۔ پس جو بھی ان نیکیوں پر قدم مارنے والا ہوگا وہ خدا تعالیٰ کے پیار کو جذب کرنے والا بن کر اپنی دنیا و عاقبت سنوار لے گا اور اپنے بچوں اور اپنی نسلوں کی حفاظت اور تقویٰ پر چلنے کے سامان کر لے گا۔ پس عورتوں کو بھی ان معیاروں کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ بچوں کی تربیت میں مردوں اور عورتوں کو ایک دوسرے سے تعاون کرتے ہوئے ایک دوسرے کے لئے دعا کرتے ہوئے اگلی نسل کی تربیت میں بھرپور کوشش کرنی چاہئے۔ مرد یا عورت جو بھی اپنے فرض کو ادا نہیں کرے گا وہ اپنے عہد کو پورا نہ کرنے کی وجہ سے پوچھا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عہد پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اس زمانے کے امام کے ساتھ سچا اور حقیقی وفا اور اطاعت کا تعلق پیدا ہو اور ہم آپ کی توقعات اور تعلیمات پر عمل کرنے والے ہوں۔ اور ہماری ایک کے بعد دوسری نسل توحید کے قیام اور عبادتوں کے معیار قائم کرنے کی بھرپور کوشش کرتی چلی جائے۔

آخر میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک اقتباس پیش کرتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں:

''یہ بھی یاد رکھو کہ اگر تم مداہنہ سے دوسری قوموں کو ملو'' یعنی کمزوری دکھاتے ہوئے اپنے مذہب چھپاتے ہوئے کسی قسم کے احساسِ کمتری کی وجہ سے اگر تم ملو تو فرمایا کہ ''تو کامیاب نہیں ہو سکتے''۔ یعنی کبھی کمزوری نہیں دکھانی چاہئے نہ اپنا دین چھپانا چاہئے نہ اپنی دینی تعلیم پر کسی قسم کی شرمساری ہونی چاہئے۔ بلکہ تبلیغ کے میدانوں میں تبلیغ بھی کھل کر کرنی چاہئے۔ کیونکہ اسی سے کامیابی ملنی ہے۔ فرمایا ''خدا ہی ہے جو کامیاب کرتا ہے۔ اگر وہ راضی ہے تو ساری دنیا ناراض ہو تو پرواہ نہ کرو۔ ہر ایک جو اس وقت سُنتا ہے یاد رکھے کہ تمہارا ہتھیار دُعا ہے اس لئے چاہئے کہ دعا میں لگے رہو۔

یہ یاد رکھو کہ معصیت اور فسق کو نہ واعظ دور کر سکتے ہیں اور نہ کوئی اَور حیلہ''۔ گناہ اور برائیاں جو ہیں، بدعملیاں جو ہیں ان کو نصیحتیں دور نہیں کر سکتیں۔ خود انسان کے اندر ایک احساس پیدا ہو اور پھر دعا ہو تو اس سے دور ہو جاتی ہیں۔ اور اپنی نسلوں کے لئے بھی آپ دعا کر رہے ہوں گے تو اس سے بھی ان کی اصلاح ہو جاتی ہے۔ ''اس کے لئے ایک ہی راہ ہے اور وہ دُعا ہے۔ خدا تعالیٰ نے یہی ہمیں فرمایا ہے۔ اس زمانہ میں نیکی کی طرف خیال آنا اور بدی کو چھوڑنا چھوٹی سی بات نہیں ہے۔ یہ انقلاب چاہتی ہے اور یہ انقلاب خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اور یہ دُعاؤں سے ہوگا۔

ہماری جماعت کو چاہئے کہ راتوں کو رو رو کر دعائیں کریں۔ اس کا وعدہ ہے اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ (المومن: 61)۔ عام لوگ یہی سمجھتے ہیں کہ دعا سے مراد دنیا کی دُعا ہے۔ وہ دنیا کے کیڑے ہیں۔ اس لئے اس سے پرے نہیں جا سکتے۔ اصل دُعا دین ہی کی دُعا ہے''۔ اور ایک دوسری جگہ یہ بھی آتا ہے کہ اور اصل دین دُعا میں ہے۔ فرمایا ''لیکن یہ مت سمجھو کہ ہم گناہگار ہیں یہ دُعا کیا ہوگی اور ہماری تبدیلی کیسے ہو سکے گی۔ یہ غلطی ہے''۔ اس بارے میں ایک جگہ یہ بھی فرمایا ہوا ہے کہ گناہ اس میل کی طرح ہے جو کپڑوں پر ہوتی ہے اور دھونے سے دور کی جاتی ہے۔ پس گناہ کوئی مستقل چیز نہیں ہے۔ گناہ کو دھویا جا سکتا ہے۔ اگر ارادہ ہو اور دعاؤں کی طرف توجہ ہو تو صاف کیا جا سکتا ہے۔ فرمایا ''بعض وقت انسان خطاؤں کے ساتھ ہی ان پر غالب آ سکتا ہے''۔ گناہوں پر انسان غالب آ جاتا ہے اس لئے کہ اصل فطرت میں پاکیزگی ہے۔'' دیکھو پانی خواہ کیسا ہی گرم ہو لیکن جب وہ آگ پر ڈالا جاتا ہے تو وہ بہر حال آگ کو بجھا دیتا ہے اس لئے کہ فطرتاً برودت اس میں ہے''۔ ٹھنڈے کرنے کی جو اس کی خصوصیت ہے وہ اس پانی کی ہے۔ ''ٹھیک اسی طرح پر انسان کی فطرت میں پاکیزگی ہے۔ ہر ایک میں یہ مادہ موجود ہے۔ وہ پاکیزگی کہیں نہیں گئی۔ اسی طرح تمہاری طبیعتوں میں خواہ کیسے ہی جذبات ہوں رو کر دُعا کرو گے تو اللہ تعالیٰ دور کر دے گا۔

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 133-132 مطبوعہ ربوہ)

اللہ تعالیٰ ہمیں دین کی سربلندی کے لئے دعائیں کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اپنی اصلاح کی طرف توجہ دیتے ہوئے اپنے لئے اور اپنی نسلوں کے لئے دعا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور اسلام کے پیغام کو ہم جرأت کے ساتھ دنیا کے سامنے پیش کرنے والے ہوں اور اللہ تعالیٰ اس کے نیک نتائج بھی پیدا فرمائے۔

❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁

یاد رفتگان

محترمہ بی بی نور جان صاحبہ آف کاٹھ گڑھ

(رانا عبدالرزاق خاں لندن)

مکرم رانا مبارک احمد خاں ابن رانا بشیر احمد خاں صاحب کاٹھ گڑھی حال کوبلنز جرمنی میرے ہم زلف بتاتے ہیں کہ میری دادی جان محترمہ بی بی نور جان صاحبہ 1906ء میں کاٹھ گڑھ میں پیدا ہوئیں۔ ان کے والد کا نام رانا احمد حسن خاں صاحبؓ تھا۔ جن کی بیعت 1903ء کی ہے۔ آپ چار بہنیں اور تین بھائی تھے۔ ان کی شادی تایازاد رانا عبدالرحیم خاں صاحب سے 1926ء میں ہوئی۔ مگر جلد ہی آپ کے خاوند نے جماعت چھوڑ دی کیونکہ ان کی والدہ غیر احمدی تھی۔ پھر آپ کو بھی جماعت چھوڑنے پر مجبور کرنے لگے۔ جبکہ آپ کے ہاں ایک بیٹا بھی پیدا ہو چکا تھا۔ اور بیٹے کی تربیت بھی اپنے رنگ میں کرنے لگے۔ گاؤں میں جب کوئی بھی اجلاس مکرم حضرت مولوی عبدالسلام خاں صاحبؓ کاٹھ گڑھی کے گھر یا مسجد میں ہوتا تو بی بی نور جان صاحبہ کے خاوند اور ساس ان کو جانے سے منع کرتے تھے۔ اگر کبھی رات کو دیر ہو جاتی تو دروازہ نہ کھولتی تھی۔ اسی طرح ایک بار سزا کے طور پر ساری رات (سردیوں میں) باہر رکھا۔ بی بی نور جان صاحبہ کے بیٹے بشیر احمد کو دودھ سے محروم رکھتے۔ اور اسے کہتے کہ اگر تو کہے گا کہ مَیں احمدی نہیں ہوں تو دودھ ملے گا۔ ورنہ نہیں۔ اور طرح طرح کی سختیوں کا سلسلہ روز بروز بڑھتا گیا۔ بی بی جان صاحبہ عرصہ دس سال تک اپنے خاوند اور ساس کے مخالف رویے کو برداشت کرتی رہیں۔ اور ساتھ ہی مرکز میں مکرم حضرت مولوی عبدالسلام خاں صاحبؓ کاٹھ گڑھی کے توسط سے سارے حالات حضرت مصلح موعودؓ کی خدمت میں عرض کرتی رہیں جب حالات زیادہ ہی خراب ہونے لگے اور نوبت مار کٹائی تک آ پہنچی تو آخرکار حضرت مصلح موعودؓ نے آپ کو قادیان آنے کا مشورہ دیا۔

آپ 1938ء میں اپنے بیٹے مکرم بشیر احمد خاں صاحب کو ساتھ لے کر کاٹھ گڑھ سے قادیان آ گئیں۔ بچے کو سکول میں داخل کروا دیا۔ آپ خود بی بی بو زینب صاحبہؓ زوجہ حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحبؓ کے ہاں بطور ملازمہ ملازم ہو گئیں۔ اپنی رہائش محلّہ دارالفضل میں رکھ لی۔ آپ کے بیٹے مکرم بشیر احمد خاں صاحب نے 1943ء میں تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان سے میٹرک کیا۔ آپ کے اصل کفیل تو حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب ہی تھے۔ اس کے بعد آپ میاں صاحب کی فیکٹری میں ملازم ہو گئے۔ بڑے میاں صاحب کی طرح صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب نے بھی ان سب کا ہمیشہ بہت خیال رکھا۔ تقسیم ملک کے موقع پر بی بی نور جان صاحبہ کے اکلوتے بیٹے رانا بشیر احمد خاں کاٹھ گڑھی کو قافلوں کے ساتھ ڈیوٹی دینے کا موقع بھی ملا۔ افتتاح ربوہ کے موقع پر موجودگی میں بھی آپ کا نام تاریخ میں آتا ہے۔ پھر رانا بشیر احمد خاں صاحب کاٹھ گڑھی کو صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب نے احمد ٹرانسپورٹ کا منیجر بنا دیا۔ جس میں آپ کافی کامیاب رہے۔ ایک کمپنی پرنس ٹرانسپورٹ کے نام سے بھی آپ نے چلائی تھی جو سرگودھا سے فیصل آباد چلا کرتی تھی۔ آپ نے اپنا مکان 1955ء میں سب سے پہلے دارالیمن شرقی میں بنوایا جبکہ اس وقت یہاں کوئی آبادی نہ تھی جو کہ اب تک ان کا یہ انعام ہمارے پاس ہے۔ آپ کے پانچ بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں۔ مکرم مبشر احمد کارکن دفتر خزانہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ، مکرم مبارک احمد کوبلنز جرمنی، مکرم ناصر احمد ربوہ، مکرم مدثر احمد صاحب ربوہ، مکرم نصیر احمد سپین۔ پھر آپ کافی عرصہ بیمار رہے اور نومبر 1979ء میں فوت ہوئے۔ موصی تھے ان کی تدفین بہشتی مقبرہ میں ہوئی۔

میری دادی بی بی نور جان صاحبہ تقسیم ملک کے بعد کچھ سال شورکوٹ جھنگ میں اپنے بھائیوں کے پاس بھی رہائش پذیر رہیں۔ بی بی نور جان صاحبہ نے اپنی ساری زندگی جماعت کے نام کر دی۔ عین جوانی کے وقت اپنے خاوند سے ایمان کی خاطر علیحدگی اختیار کر لی۔ اور اپنی عمر کا ایک حصہ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں گزار دیا۔ اپنے بیٹے کی اعلیٰ تربیت کی۔ اور ہماری تربیت میں بھی ان کا بڑا دخل تھا۔ ہم سب پوتے پوتیوں کو دیکھ کر وہ اللہ تعالیٰ کے انعامات کا بہت ہی ذکر و شکر کیا کرتی تھیں۔ اور بڑی عزت کے ساتھ غیور زندگی گزاری۔ آپ سلسلہ کے لئے بہت غیرت رکھتی تھیں۔ نہایت متقی، پابند نماز و روزہ، اور سمجھدار خاتون، اور موصیہ تھیں، 1987ء میں وفات پائی۔ اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں مدفون ہوئیں۔

خدا تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے اور ہمیں محض اپنے فضل سے خلافت سے وابستہ رکھے۔ آمین

❁❁❁❁❁❁❁

تحریک جدید کا مالی سال 2009ء۔ 2010ء

تحریک جدید کا مالی سال 2009ء۔ 2010ء 31/اکتوبر کو اختتام پذیر ہو رہا ہے۔ ایسے احباب جنہوں نے اپنے وعدہ جات کی پوری ادائیگی نہیں کی۔ سال ختم ہونے سے پہلے پہلے ادا کر کے اپنے فرض سے سبکدوش ہوں۔ اور ایسے احباب جو ابھی تک اس بابرکت تحریک میں شامل ہونے سے محروم ہیں وہ بھی اپنی استطاعت کے مطابق حصہ لے کر برکات و فیوض کے وارث بنیں۔ جزاکم اللہ احسنَ الجزا۔

(ایڈیشنل وکیل المال۔ لندن)

❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مخالفین
اور غیرت الٰہی کے عبرتناک نظارے

(فضل الٰہی انوری۔ جرمنی)

الٰہی سلسلوں کے بارے میں ابتدائے آفرینش سے یہی الٰہی سنت چلی آئی ہے کہ جب بھی کوئی ربّانی مصلح مبعوث ہوا، دنیا اس کی مخالفت میں کھڑی ہوگئی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے جہاں اس مخالفت میں اس کی فتح و نصرت کے سامان پیدا فرمائے، وہاں مخالفین کو اپنی عبرتناک تجلیات کا نشانہ بنا کر اپنی ہستی اور قدرت کا ثبوت بہم پہنچایا۔

(1)

مولوی محمد حسین بٹالوی کا عبرتناک انجام

جب ہم اس الٰہی سنت کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ماموارنہ زندگی پر نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں آپ کو حاصل ہونے والی فتوحات کے ساتھ ساتھ آپ کے مخالفین کی عبرتناک زندگیوں کے بیشمار نشانات نظر آتے ہیں۔ مثلاً وہ پہلا مخالف جو آپ کے دعویٰ ماموریت کے ساتھ ہی آپ کی مخالفت میں کھڑا ہوگیا اور جس نے آپ کے سلسلہ کو مٹانے اور اس کا استیصال کرنے کے لئے سردھڑ کی بازی لگا دی، وہ بٹالہ ضلع گورداسپور کا رہنے والا مولوی محمد حسین تھا۔ چنانچہ اس نے آپ کے خلاف کفر کا فتویٰ تیار کر کے پہلے اس پر ہندوستان کے ایک نامی عالم مولوی نذیر حسین دہلوی کے تصدیقی دستخط کرائے۔ پھر سارے ملک میں پھر کر اس کے اوپر دوصد علماء کی گواہیاں حاصل کیں اور اسے اخبار میں نشر کیا۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ سارے ملک میں حضرت بانیٔ سلسلہؑ کے خلاف مخالفت کی آگ بھڑک اٹھی۔ یہ کوئی معمولی فتویٰ نہ تھا بلکہ اس سے آپ کی مخالفت میں اس قدر شدت پیدا ہوگئی کہ آپ فرماتے ہیں:

”اس ظالم نے وہ فتنہ برپا کِیا کہ جس کی اسلامی تاریخ میں گزشتہ علماء کی زندگی میں کوئی نظیر ملنی مشکل ہے۔ مخبوط الحواس نذیر حسین کی کفرنامہ پر مہر لگوائی۔ صدہا مسلمانوں کو کافر اور جہنمی قرار دیا اور بڑے زور سے گواہیاں ثبت کرائیں کہ یہ لوگ نصاریٰ سے بھی کفر میں بدتر ہیں۔ تمام رشتے ناطے ٹوٹ گئے۔ بھائیوں نے بھائیوں کو اور باپوں نے بیٹوں کو اور بیٹوں نے باپوں کو چھوڑ دیا۔ اور ایسا طوفان فتنہ کا اٹھا کہ گویا ایک زلزلہ آیا جس سے آج تک ہزاروں خدا کے نیک بندے اور دین اسلام کے عالم اور فاضل اور متقی، کافر اور جہنم ابدی کے سزاوار سمجھے جاتے ہیں“۔

(بحوالہ ”استفتاء اردو“، روحانی خزائن جلد 21۔ صفحہ 128)

مولوی محمد حسین بٹالوی نے صرف اس پر اکتفا نہ کی بلکہ آپ کو نقصان پہنچانے والا کوئی بھی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا۔ مثلاً اس کے چند سال بعد جب ایک عیسائی پادری ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک نے آپ پر قتل عمد کا جھوٹا مقدمہ دائر کِیا تو آپ کے خلاف گواہی دینے کے لئے وہ وہاں بھی پہنچ گئے اور ایسا بیان دیا جس سے عیسائیوں کے جھوٹے دعویٰ کی تصدیق ہوتی تھی۔ یہ الگ بات ہے کہ عدالت نے ان کی گواہی کو حضرت بانیٔ سلسلہؑ کے ساتھ ان کے ذاتی عناد پر محمول کرتے ہوئے درخور اعتناء نہ سمجھا اور اسے ردّی کی ٹوکری میں پھینک دیا۔

اسی طرح پولیس کے ایک ڈپٹی انسپکٹر محمد بخش کی طرف سے آپ پر بنائے جانے والے ایک مقدمہ کے وقت بھی وہ جلتی پر تیل ڈالنے کی نیت سے وہاں پہنچ گئے اور حضرت بانیٔ سلسلہؑ کی اپنے مخالفین کے بارے میں لکھی ہوئی بعض سخت تحریرات کا پلندہ پیش کر کے عدالت پر یہ تأثر پیدا کرنے کی کوشش کی کہ جس شخص کی ایسی سخت تحریرات ہوں وہ امن عامہ کے لئے کس قدر خطرے کا باعث ہے (نعوذ باللہ)۔ خدا کی قدرت کہ وہ یہاں بھی ناکام رہے بلکہ پیشتر اس کے کہ عدالت ان کے اس الزام پر غور کرتی، وہ خود حضرت بانیٔ سلسلہ علیہ السلام کے خلاف اپنی مخالفانہ اور تہذیب و اخلاق سے گری ہوئی ان تحریرات کی بنا پر جن سے وہ اپنے اخبار ”اشاعۃ السنۃ“ کے اوراق کالے کرتے رہے تھے، پکڑے گئے۔ چنانچہ عدالت نے جبکہ وہ وہاں محض تماشائی بن کر پہنچے ہوئے تھے، انہیں بلا کر ان سے اس مضمون کے نوٹس پر دستخط کرائے کہ وہ آئندہ آپ کے خلاف کوئی خلاف تہذیب بات نہیں لکھیں گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس الٰہی تصرف پر بایں الفاظ تبصرہ فرمایا ہے:

”جس شخص نے ناحق جوش میں آ کر مجھ کو کافر قرار دیا اور میرے لئے فتویٰ تیار کیا کہ یہ شخص کافر، دجال، کذّاب ہے، اس نے خدا تعالیٰ کے حکم سے تو کچھ خوف نہ کیا کہ وہ اہل قبلہ اور کلمہ گو کو کیوں کافر بناتا ہے اور ہزارہا بندگان خدا کو جو کتاب اللہ کے تابع اور شعائر اسلام ظاہر کرتے ہیں، کیوں دائرۂ اسلام سے خارج کرتا ہے۔ لیکن مجسٹریٹ ضلع کی ایک دھمکی سے ہمیشہ کیلئے یہ قبول کرلیا کہ میں آئندہ ان کو کافر اور دجال اور کذّاب نہیں کہوں گا۔ اور آپ ہی فتویٰ تیار کیا اور آپ ہی حُکّام کے خوف سے منسوخ کر دیا“۔

اس تصرف الٰہی کے نتیجے میں مولوی محمد حسین بٹالوی کو پہنچنے والی رسوائی کو ان کے لئے عبرت کا ایک نشان قرار دیتے ہوئے آپ نے تحریر فرمایا کہ:

”ایک عقلمند انسان کیلئے یہ ذلّت کچھ تھوڑی نہیں کہ اس کے خلاف تہذیب اور بے حیائی اور سفلہ پن کی عادات کے کاغذات عدالت میں پیش کئے جائیں اور پڑھے جائیں اور عام اجلاس میں سب پر یہ بات کھلے اور ہزاروں لوگوں میں شہرت پاوے کہ مولوی کہلا کر ان لوگوں کی یہ تہذیب اور شائستگی ہے۔ اب خود سوچ لو کہ کیا اس حد تک کسی شخص کی گندی کارروائیاں، گندے عادات، گندے اخلاق، حکّام پر ظاہر ہونا کیا یہ عزت ہے یا بے عزتی، اور کیا ایسے نفرتی اور ناپاک شیوہ پر عدالت کی طرف سے مؤاخذہ ہونا، یہ کچھ سرفرازی کا موجب ہے یا شانِ مولویت کو اس سے ذلّت کا دھبہ لگتا ہے؟“۔

(مجموعہ اشتہارات، جلد سوم صفحہ 202 تا 205)

ذاتی عناد اور شقاوتِ قلبی پر مبنی مولوی محمد حسین بٹالوی کی ان مخالفانہ کارروائیوں کے ساتھ اگر یہ بھی شامل کرلیا جائے کہ کس طرح وہ بٹالہ میں ہر گاڑی کی آمد کے وقت ریلوے سٹیشن پر پہنچ جاتے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت یا آپ کے دعوے کی تحقیق کی غرض سے قادیان جانے والے لوگوں کو یہ کہہ کر بہکانے کی کوشش کرتے کہ وہاں نہ جائیں، وہاں سوائے بے دینی، جھوٹ اور دوکانداری کے تمہیں کچھ نہیں ملے گا (نعوذ باللہ)۔ تو صاف کھل جاتا ہے کہ آپ کے اس مخالف کی مخالفت کہاں تک پہنچ چکی تھی۔

لیکن حضرت مسیح موعودؑ کا قائم کردہ سلسلہ بدستور ترقی کرتا چلا گیا، آپ کے حلقۂ بیعت میں آنے والوں کی تعداد بدستور بڑھتی چلی گئی جبکہ مولوی محمد حسین بٹالوی کا یہ انجام ہوا کہ نہ صرف یہ کہ ان کے عقیدتمند اُن کا ساتھ چھوڑ گئے بلکہ ان کی اپنی اولاد بھی ان کے ہاتھوں سے نکل گئی۔ ایک شریف آدمی کی اولاد اس کا سرمایۂ حیات ہوتی ہے اور وہ انہیں اپنا وارث سمجھتے ہوئے اس دنیا سے اطمینان کے ساتھ رخصت ہوتا ہے۔ مگر مولوی محمد حسین صاحب نے اپنی اولاد کے بارے میں جس طرح اپنی نامرادی کا رونا رویا اور اپنی بے بسی کا ماتم کِیا ہے، وہ ان کے اُس کرب و ابتلا کو ظاہر کرنے کے لئے کافی ہے جو انہیں اپنی آخری عمر میں اس سلسلے میں پہنچا۔ مثلاً وہ اپنے اسی رسالہ ”اشاعۃ السنۃ“ میں جسے انہوں نے خدا کے مامور کی مخالفت کے لئے وقف کیا ہوا تھا، لکھتے ہیں:

”میرے لڑکوں کی سفاہت، درجہ فسق کو کامل کر کے درجہ کفر تک پہنچ گئی ہے اور تحصیل علوم دینی سے ان کے انکار اور فسق و فجور پر سالہا سال سے ان کے اصرار کرنے سے کوئی صورت ان کی رشد و ہدایت کی نظر نہیں آتی“

(رسالہ ”اشاعۃ السنۃ“ جلد 22۔ صفحہ 203)

پھر ان میں سے ایک ایک کی سرکشی اور بدکرداری کا نقشہ کھینچتے ہوئے تحریر کرتے ہیں:

”ان سب میں سے اوّل درجہ کا متکبر اور میری اطاعت سے سرکش نمبر اوّل عبدالسلام ہے۔ اور سب سے بڑھ کر بدچلنی اختیار کرنے والا اور مجھے جانی و مالی ایذا دینے والا نمبر چہارم و پنجم ہے۔.... بعض ایسے بھی ہیں، جو قانونی جرائم کے مرتکب ہو چکے ہیں اور ان کے مقدمات کی مثلیں عدالت میں موجود ہیں۔ اور بعض میری جان کو نقصان پہنچانے کا ارادہ بھی ظاہر کر چکے ہیں“۔

(رسالہ ”اشاعۃ السنۃ“ جلد 22۔ صفحہ 226)

پھر لڑکیوں کے دائرہ اطاعت سے نکل جانے پر آنسو بہاتے ہوئے فرماتے ہیں:

”پانچ بلکہ سات لڑکوں کے علاوہ میری تین جوان لڑکیاں صاحب اولاد ہیں۔ یہ جب تک صغیرسن رہیں، میری اطاعت میں رہیں۔ اور جب جوان ہوئیں اور ان کی شادی ہوگئی، تو تینوں بحکم اپنے شوہروں کے جو میرے مخالف ہیں، میری اطاعت سے فارغ ہوگئیں“۔

(رسالہ ”اشاعۃ السنۃ“ جلد 22۔ صفحہ 209)

حضرت بانیٔ سلسلہ علیہ السلام نے اسی قسم کے بدقسمت مخالفین کی نسبت مندرجہ ذیل فارسی شعر فرمایا ہے:

اے پئے تکفیر ما بستہ کمر
خانہ اَت ویراں تو در فکرے دگر

یعنی ’اے بدقسمت انسان! جو میری تکفیر پر کمر بستہ ہے، تیرا اپنا گھر ویران ہوگیا ہے اور تجھے دوسروں کی فکر پڑی ہوئی ہے‘۔

(2)

پنڈت لیکھرام کی ہلاکت

پھر مولوی محمد حسین بٹالوی کی نہج پر بلکہ ان سے بھی چند قدم آگے ہندوؤں میں سے ایک شخص پنڈت لیکھرام نامی اٹھا۔ اس جاہل اور علمی لحاظ سے بے بہرہ شخص نے بھی بدکلامی، تمسخر اور استہزاء میں حد کر دی۔ یہ شخص قادیان میں بھی آیا اور قادیان میں اپنے ہم مذہب آریہ لوگوں کے پاس ٹھہرا۔ وہ جتنا عرصہ قادیان میں رہا، نہایت گندی ذہنیت کا مظاہرہ کرتا رہا۔ حضرت بانیٔ سلسلہؑ فرماتے ہیں، وہ قریباً ہر روز آپ کے مکان پر پہنچ جاتا اور آتے ہی بدکلامی شروع کر دیتا۔ کبھی کہتا، آؤ، میرے ساتھ بحث کرلو۔ کبھی کہتا، اچھا کوئی نشان ہی دکھا دو۔ اور پھر اسلام اور حضرت بانیٔ اسلام ﷺ کے حق میں نہایت بے ادبی کے اور توہین آمیز کلمات منہ سے نکالنے لگتا۔ آپ اسے نرمی سے سمجھاتے کہ خدا کے برگزیدوں کے بارے میں ایسے کلمات منہ سے نکالنا اچھا نہیں۔ مگر وہ شتر بے مہار کی طرح جو منہ میں آتا، کہتا چلا جاتا۔ اسی پر بس نہیں بلکہ اس نے اپنا شیوہ بنا لیا کہ سر بازار کھڑے ہو کر مسلمانوں کے گزرنے پر جوش دلانے والے الفاظ سے انہیں خطاب کرتا، حتّٰی کہ آنحضرت ﷺ کے متعلق بھی بدزبانی کرنے سے باز نہ آتا۔ تاہم آپ اپنے اصحاب کو صبر کرنے اور اپنے جذبات کو قابو میں رکھنے کی تلقین فرماتے رہے۔ وہ کم و بیش ایک ماہ قادیان میں ٹھہرا اور قریباً ہر روز اس کا یہی معمول رہا۔

قادیان سے واپس جا کر لیکھرام پہلے سے بھی زیادہ بیباکی اور شوخی کا مظاہرہ کرنے لگا۔ اس کی خرافات اور سبّ و شتم سے بھری ہوئی دو کتابیں جن میں سے ایک کا نام اس نے ”خبط احمدیہ“ رکھا اور دوسری کا ”تکذیب براہین احمدیہ“، اس کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ ان کتابوں کے عناوین ہی بتاتے ہیں کہ اس نے ان کے اندر کس قسم کی زبان استعمال کی ہوگی۔ اس نے ان کے اندر جگہ جگہ اسلام اور حضرت بانیٔ اسلام ﷺ بلکہ تمام انبیاء کی ذات پر حملے کئے اور خدا کی ان پاک اور مقدس ہستیوں کے خلاف اپنی زبان دراز کی۔ اسی طرح اس نے حضرت بانیٔ سلسلہؑ کے الہامات اور پیشگوئیوں کا بھی جی بھر کر مذاق اڑایا۔ مثلاً اس نے حضرت بانیٔ سلسلہ علیہ السلام کی پسر موعود کے بارہ میں بیان کردہ ایک ایک صفت پر اپنی گندی سرشت کے مطابق حاشیے چڑھا کر اس ساری الٰہی پیشگوئی کا مذاق اڑایا۔

اس قسم کی بیباکانہ اور گستاخانہ تحریرات سے اس نے اپنے آپ کو موردِ غضبِ الٰہی تو بنا ہی لیا تھا۔ اب جو حضرت بانیٔ سلسلہؑ نے 1887ء میں اپنی کتاب ”سرمہ چشم آریہ“ شائع فرمائی اور اس کے اندر آریہ اپدیشکوں کے سامنے وید اور قرآن کی الہامی حیثیت کا

مقابلہ کرنے کیلئے مباہلہ کی تجویز پیش فرمائی تو لیکھرام جھٹ سامنے آ گیا۔اور آپؑ کے مجوزہ مضمون مباہلہ کی عبارت میں حسب منشاء ردّ و بدل کر کے اسے اپنی کتاب ''خبط احمدیہ'' میں شائع کر دیا۔اس طرح گو اس نے حضرت بانیٔ سلسلہؑ کے مجوزہ طریقِ مباہلہ کو باقاعدہ طور پر تو تسلیم نہ کیا، نہ ہی وہ قادیان آنے پر آمادہ ہوا۔تاہم وہ مباہلہ کو جزوی طور پر قبول کر کے آسمانی گرفت کے نیچے آ گیا۔بلکہ اس نے آخر پر یہ الفاظ بھی لکھ دیئے:

''اے پرمیشور۔ہم دونوں فریقوں میں سچا فیصلہ کر کیونکہ کاذب صادق کی طرح تیرے حضور میں عزت نہیں پا سکتا''۔(''خبط احمدیہ'. صفحہ344-347، بحوالہ ''حقیقۃ الوحی''، صفحہ332)

ادھر آریہ قوم تھی کہ واہ واہ کر کے اس کی مکمل طور پر پشت پناہی کر رہی تھی اور اس کی خرافات سے بھری تحریرات کو '' صحیفۂ آسمانی'' سمجھتے ہوئے مزے لے لے کر اس کی تشہیر کر رہی تھی۔

اس کے برعکس حضرت بانیٔ سلسلہؑ اپنے ربّ کے سامنے سربسجود ہو کر کسی ایسے نشان کے لئے دعائیں کر رہے تھے جو نہ صرف آریوں کی بلکہ ساری دنیا کی آنکھیں کھولنے والا ہو۔چنانچہ آپ کی دعائیں اپنے مولا کے حضور قبول ہوئیں اور آپ کو بشارت ملی کہ لیکھرام کے لئے ہلاکت مقدر ہو چکی ہے اور وہ چھ سال کے اندر ہلاک ہو جائے گا کیونکہ وہ نبیوں کے سردار حضرت محمد ﷺ کی شان میں گستاخی کرتا اور آپؐ کے حق میں بدزبانی کرتا تھا۔آپؑ نے اپنی یہ جلالی پیشگوئی اپنی کتاب ''کرامات الصادقین'' میں شائع فرما دی۔اس کے الفاظ یہ تھے:

''وَ مِنْهَا مَا وَعَدَنِیْ رَبِّیْ وَاسْتَجَابَ دُعَائِیْ فِیْ رَجُلٍ مُفْسِدٍ عَدُوِّاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ الْمُسَمّٰی لیکھرام الفَشَاوَرِی وَ اَخْبَرَنِی اَنَّهٗ مِنَ الْهَالِكِیْن ـ اِنَّهٗ كَانَ یَسُبُّ نَبِیَّ اللّٰهِ وَ یَتَكَلَّمُ فِی شَانِهٖ بِكَلِمَاتٍ خَبِیْثَةٍ ،فَدَعَوْتُ اِلَیْهِ فَبَشَّرَنِیْ رَبِّی بِمَوْتِهٖ فِیْ سِتَّةِ سِنِیْنَ ـ اِنَّ فِی ذٰلِكَ لَاٰیَةً لِّلطَّالِبِین''۔(''کرامات الصادقین، روحانی خزائن، جلد 7۔صفحہ162-163)

یعنی اللہ نے ایک ایسے شخص کے بارہ میں جو مفسد اور اللہ اور اس کے رسول کا دشمن ہے یعنی لیکھرام پشاوری، مجھے وعدہ دیا اور میری دعا کو سنا اور مجھے بتایا کہ وہ ہلاک ہونے والوں میں لکھا جا چکا ہے۔وہ آنحضرت ﷺ کو گالیاں دیتا تھا اور آپ کی شان میں گندے کلمات استعمال کرتا تھا۔تو جب میں نے اس پر بددعا کی تو میرے رب نے مجھے بشارت دی کہ وہ چھ سالوں کے اندر موت کے منہ میں چلا جائے گا۔اس میں حق کے طالبوں کیلئے یقیناً ایک نشان ہے۔'

(''کرامات الصادقین''بحوالہ ''تحفۃ بغداد''، روحانی خزائن، جلد 7۔ صفحہ69)

اس کے بعد جب آپؑ نے اس کے بارہ میں اپنے خدا کے حضور مزید توجہ فرمائی تو آپ کو الہاماً بتایا گیا کہ عِجْلٌ جَسَدٌ لَهٗ خُوَارٌ، لَهٗ نَصَبٌ وَّ عَذَابٌ۔ یعنی یہ صرف ایک بے جان گئوسالہ ہے، جس کے اندر سے ایک مکروہ آواز نکل رہی ہے اور اس کے لئے ان گستاخیوں اور بدزبانیوں کے عوض میں سزا اور رنج اور عذاب مقدر ہے، جو ضرور اس کو مل کر رہے گا۔

یہ ایک بہت بڑی جلالی پیشگوئی تھی، جو بہت صاف اور واضح الفاظ میں لیکھرام کے ایک معین عرصہ (چھ سال) کے اندر کسی دردناک عذاب میں مبتلا ہونے کی خبر دے رہی تھی۔ظاہر ہے کہ ایسی پیشگوئی کرنا کسی عام انسان کے بس کی بات نہیں، نہ ہی یہ کسی قسم کی قیاس آرائی کا نتیجہ ہو سکتی تھی۔لہٰذا حضرت بانیٔ سلسلہؑ نے اسے خدا تعالیٰ کی طرف سے آمدہ اپنی صداقت کے ایک بہت بڑے نشان کے طور پر پیش کرتے ہوئے یہ جلالی اعلان فرمایا:

''سو اَب مَیں اس پیشگوئی کو شائع کر کے تمام مسلمانوں اور آریوں اور عیسائیوں اور دیگر فرقوں پر ظاہر کرتا ہوں کہ اگر اس شخص پر چھ برس کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے کوئی ایسا عذاب نازل نہ ہوا، جو معمولی تکلیفوں سے نرالا اور خارق عادت اور اپنے اندر الٰہی ہیبت رکھتا ہو تو سمجھو کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں اور نہ اسکی روح سے میرا یہ نطق ہے''۔

آپ نے اس پیشگوئی کو اپنے ایک اشتہار مورخہ 20/فروری 1893ء میں شائع فرما دیا جس کے آخر پر آریوں کی غیرت کو للکارتے ہوئے بڑی تحدی کے ساتھ یہ بھی تحریر فرمایا کہ:

''اب آریوں کو چاہئے کہ سب مل کر دعا کریں کہ یہ عذاب ان کے اس وکیل سے ٹل جائے''۔(بحوالہ ''مجموعہ اشتہارات''، جلد اول، صفحہ372-373)

اور جب بعض آریہ اخبار نویسوں نے اپنی گندی سرشت کے مطابق اس پیشگوئی کی وقعت کو کمزور کرنے کی غرض سے اس پر حاشیہ آرائی کرنی شروع کر دی تو آپ نے بڑے جلال سے فرمایا:

''مَیں خوب سمجھتا ہوں کہ یہ پیش از وقت ہے۔میں اس بات کا خود اقراری ہوں اور اب پھر اقرار کرتا ہوں کہ اگر جیسا کہ معترضوں نے خیال فرمایا ہے، پیشگوئی کا ماحصل آخر یہی نکلا کہ کوئی معمولی تپ آیا یا معمولی طور پر کوئی درد ہوا، یا ہیضہ ہوا اور پھر اصلی حالت صحت کی قائم ہو گئی، تو وہ پیشگوئی متصور نہیں ہو گی اور بلا شبہ ایک مکر اور فریب ہو گا۔کیونکہ ایسی بیماریوں سے تو کوئی بھی خالی نہیں۔ہم سب کبھی نہ کبھی بیمار ہو جاتے ہیں۔پس اس صورت میں بلا شبہ مَیں اس سزا کے لائق ٹھہروں گا جس کا ذکر مَیں نے کیا ہے۔لیکن اگر پیشگوئی کا ظہور اس طور سے ہوا کہ جس میں قہر الٰہی کے نشان صاف صاف اور کھلے طور پر دکھائی دیں، تو پھر سمجھو کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے''۔

اب دنیا انتظار کرنے لگی کہ حضرت بانیٔ سلسلہؑ کی پیشگوئی کب اور کیسے پوری ہوتی ہے۔ادھر پنڈت لیکھرام اپنی عاقبت سے کلیۃً لاپرواہ اپنی شوخی اور بدزبانی میں مسلسل بڑھتا چلا گیا۔دوسری طرف خدا کے ملائکہ بڑی تیزی کے ساتھ اس شاتم رسول کو اس کی بدزبانیوں اور گستاخیوں کی سزا دینے کے لئے اس کی طرف بڑھتے چلے آ رہے تھے۔چنانچہ ابھی پیشگوئی کے پانچویں سال کا پہلا مہینہ یعنی مارچ 1897ء شروع ہی ہوا تھا کہ قضا و قدر کی تیز دھار تلوار نے اس کا کام تمام کر دیا۔

اس ہولناک واقعہ کی تفصیل یوں ہے کہ ایک شام لیکھرام اپنے مکان واقع محلہ وچھووالی (لاہور) کی بالائی منزل پر بیٹھا کچھ لکھنے میں مصروف تھا کہ ایک نوجوان نے جو کچھ عرصہ پہلے اس کے پاس شدھ یعنی ہندو بننے کیلئے آیا تھا اور اس شام اس کے پاس ہی بیٹھا تھا، اس نے اس پر اچانک خنجر کا بھرپور وار کر کے اس کا پیٹ چاک کر دیا جس سے اس کی انتڑیاں باہر نکل آئیں۔خنجر کا لگنا تھا کہ اس کے منہ سے ایک دردناک آواز نکلی جسے سن کر اس کی ماں اور بیوی جو نیچے کی منزل میں رسوئی میں بیٹھی ہوئی تھیں، اوپر پہنچ گئیں۔اس اثنا میں قاتل غائب ہو چکا تھا۔لیکھرام کو فوری طور پر میو ہسپتال لاہور میں پہنچایا گیا جہاں ایک انگریز سرجن، ڈاکٹر پیری، نے اس کی جان بچانے کی انتھک کوشش کی مگر یہ شاتم رسول ساری رات اور اگلے دن کا کچھ حصہ تڑپ تڑپ کر گزارنے کے بعد راہیٔ ملک عدم ہو گیا۔اور یوں حضرت بانیٔ سلسلہؑ کی جلالی پیشگوئی، اسلام اور اس کے مقدس رسول ﷺ کی صداقت پر ہزار سورج روشن کرتی ہوئی اپنی تمام تر تفصیلات کے ساتھ پوری ہو کر خود آپ کی صداقت اور آپ کے منجانب اللہ ہونے کا ایک زبردست نشان بن گئی۔

حضرت بانیٔ سلسلہؑ نے لیکھرام کی مَوت پر جہاں انسانی ہمدردی کے نقطہ نظر سے افسوس کا اظہار کِیا وہاں دوسرے پہلو کے رو سے **اس پر خدا تعالیٰ کا شکر بھی ادا کیا کہ اس کے منہ کی بات پوری ہو گئی۔تاہم آپ نے قوم کو خبردار کرتے ہوئے تحریر فرمایا کہ:**

''یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک عظیم الشان نشان ہے کیونکہ اس نے چاہا کہ اس کے بندہ کی تحقیر کرنے والے متنبہ ہو جائیں اور اپنی جانوں پر رحم کریں۔ایسا نہ ہو کہ اسی حجاب سے گزر جائیں''۔

(مجموعہ اشتہارات جلد دوم 633-638)

نیز اس نشان کو اسلام کی صداقت کی ایک بہت بڑی دلیل قرار دیتے ہوئے آریوں کو یہ کہہ کر خاموش کرنے کی کوشش کی کہ:

''اسلام کے مذہب اور ہندوؤں کے مذہب کا خدا تعالیٰ کی درگاہ میں سترہ برس سے ایک مقدمہ دائر تھا۔سو آخر 6/مارچ 1897ء کے اجلاس میں اس اعلیٰ عدالت نے مسلمانوں کے حق میں ڈگری دی جس کا نہ کوئی اپیل اور نہ مرافعہ ....آریہ صاحبوں کو چاہئے کہ اب گورنمنٹ کو ناحق تکلیف نہ دیں''۔

(ملخص از مجموعہ اشتہارات، جلد 2 صفحہ 348 تا 375)

چونکہ آریہ قوم دل سے اس نشان کی عظمت محسوس کر رہی تھی، اس لئے وہ اس کیس کو عدالت میں تو نہ لے گئے مگر اپنی اس خفت کا بدلہ لینے کے لئے جو انہیں اپنے نامی پہلوان کے یوں قتل ہو جانے کے نتیجے میں حاصل ہوئی، وہ حضرت بانیٔ سلسلہؑ کے خلاف جذبۂ انتقام سے بھر گئے۔چنانچہ اگلے دونوں واقعات بتاتے ہیں کہ کس طرح ایک مقدمہ میں جو مولوی کرم دین جہلمی نے آپ کے خلاف ازالۂ حیثیت عرفی کا بنایا تھا، دو آریہ مجسٹریٹوں نے آپ کے خلاف اپنے بغض و کینہ کا اظہار کِیا اور پھر کس کس طرح وہ دونوں خدا کی قہری تجلیات کا نشانہ بنے۔ (باقی آئندہ)

۞۞۞۞۞۞

مجلس خدام الاحمدیہ آئیوری کوسٹ کی دوسری سالانہ تربیتی کلاس

(رپورٹ: وسیم احمد ظفر ثانی۔ آئیوری کوسٹ)

مجلس خدام الاحمدیہ آئیوری کوسٹ کو امسال مورخہ 23/جولائی سے 3/اگست تک اپنی دوسری سالانہ تربیتی کلاس منعقد کرنے کی توفیق ملی۔

امسال یہ کلاس آبنگرو (Abengourou) کے مقام پر ہوئی۔اس کلاس کے دوران 9 ریجن سے آئے ہوئے 60 خدام نے شرکت کی۔کلاس کا باقاعدہ آغاز 24/جولائی بروز ہفتہ نماز تہجد سے ہوا۔افتتاحی دعائیہ اجلاس کے بعد تربیتی کلاس کی مختلف کلاسز کا آغاز ہوا جن میں اخلاقی، علمی اور روحانی تربیت کے مختلف پروگرامز کے ساتھ ساتھ صحت جسمانی اور وقار عمل کی پروگرامز تھے۔

علمی پروگرامز میں وفات مسیح، ختم نبوت، دجال، اسلامی نماز، تبلیغ کے اسلوب، موازنہ مذاہب، مسیح کی آمد ثانی، مالی قربانی، نظام جماعت کے بارہ میں مختلف لیکچرز دئے گئے۔اسی طرح رمضان کے بارہ میں بھی بتایا گیا۔لیکچرارز میں مکرم جالو صدیق صاحب، مکرم سورے ابوبکر صاحب، مکرم بابو احمد صاحب، مکرم جوارا کریم صاحب، مکرم قاسم تورے صاحب، مکرم باسبا قطبُو صاحب اور خاکسار وسیم احمد ظفر شامل تھے۔

دوران کلاس صحت جسمانی کے لئے مختلف مقابلے بھی کروائے گئے۔اسی طرح آبنگرو میں موجود تاریخی بادشاہ کے محل کی سیر بھی کروائی گئی اور محل میں موجود 120 سال سے مختلف بادشاہوں کے زیر استعمال نوادرات کی سیر بھی کروائی۔

ایک دن تمام خدام جماعتی کتب کی فروخت کے لئے آبنگرو شہر میں پھیل گئے۔ان خدام کو چھ گروپس میں تقسیم کیا گیا۔ہر گروپ کا ایک لیڈر بنایا۔یہ پروگرام بہت کامیاب رہا۔اسی طرح سارے شہر میں مفت لٹریچر بھی تقسیم کیا گیا۔

کلاس کے دوران پانچوں نمازوں کے علاوہ نماز تہجد باقاعدگی سے ادا کی جاتی رہی۔فجر کی نماز کے بعد درس قرآن کریم اور عشاء کے بعد درس حدیث دیا جاتا رہا۔

وقار عمل کے ذریعہ مشن ہاؤس کی اور ماحول کی صفائی کروائی گئی۔

اس کلاس کی اختتامی تقریب مسجد بیت الامن میں ہوئی۔تلاوت و نظم اور عہد کے بعد رپورٹ پیش کی گئی۔مکرم صدر صاحب خدام الاحمدیہ نے تمام طلباء میں اسناد تقسیم کیں۔قائم مقام امیر مکرم رافع احمد تبسم صاحب نے اختتامی تقریر کی اور اس کلاس میں اول، دوم، سوم آنے والے طلباء کو انعامات دیئے۔

مقامی ریڈیو نے خاکسار وسیم احمد ظفر اور مکرم جالو صدیق صاحب کو بلا کر ایک گھنٹہ کے پروگرام جس میں جماعت کے بارہ میں مختلف سوالات کئے اور یہ پروگرام نشر کیا۔اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کا تفصیلی تعارف، تربیتی کلاس اور ہیومینٹی فرسٹ کا تعارف کروانے کا موقع ملا۔بعد میں Live ٹیلی فون کالز کے ذریعہ لوگوں کے سوالات کے جوابات دیئے۔

قارئین کی خدمت میں درخواست دعا ہے اللہ تعالیٰ اس کلاس میں شریک ہونے والے ہر خادم کو نیک، صالح اور خادم دین بنائے اور وہ خدام الاحمدیہ کے فعال رکن بنیں۔

۞۞۞۞۞۞

بقیہ: خطاب اجتماع خدام الاحمدیہ یوکے
از صفحہ نمبر 2

یقیناً نبھایا۔ لیکن عام معاہدوں اور عہدوں کا پاس بھی جس میں بعض دفعہ ایسے نکات نکل آتے ہیں کہ جن کی وجہ سے ان کی کئی توجیہیں اور تشریحیں کی جاتی ہیں لیکن آپ ایسے عہدوں کی بھی پابندی کرتے تھے جس پر کوئی الزام نہ آئے۔ ابوسفیان جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جانی دشمن تھے اسلام لانے سے پہلے، اس سے جو ہرقل نے پوچھا تو ہرقل کے دربار میں انہوں نے اعتراف کیا کہ آج تک آپؐ نے کسی عہد کی عہد شکنی نہیں کی۔ آپ کی سینکڑوں مثالیں ہیں۔ سفیر آتا ہے تو اس کو بھی اسلام قبول کرنے کے باوجود واپس بھیج دیتے ہیں کہ نہیں تم جس کام کے لئے آئے تھے یہ ایک سفارتی عہد ہے جو ہم نے کیا ہوا ہے۔ اس لئے واپس جاؤ اور پھر بھی اگر مسلمان رہتے ہو تو پھر سوچ کر واپس آ جانا۔ لیکن یہاں نہیں رہ سکتے۔ آپ کے صحابہ اور ان کے بھی آگے تربیت یافتہ جو تھے وہ بھی اپنا عہد پورا کرتے تھے۔

تاریخ میں ایک واقعہ بیان ہوا ہے۔ حضرت عمرؓ کے دربار میں دو نوجوان ایک اور نوجوان کو پکڑ کے لے کے آئے کہ اس نے ہمارے باپ کو قتل کر دیا ہے۔ حضرت عمرؓ نے اس سے ساری تفصیل پوچھی۔ اس نے بتایا ہاں اس طرح واقعہ ہوا اور میرے سے قتل ہو گئے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے فیصلہ فرمایا کہ یہ خون بہا لینے کو تو تیار نہیں ہیں۔ اس لئے ظاہر ہے جان کے بدلے جان کی بہرحال سزا ملے گی۔ اس نے کہا ٹھیک ہے میں تیار ہوں۔ لیکن میری ایک گزارش ہے، میرا ایک چھوٹا بھائی ہے اس کے لئے کچھ سونا یا رقم میرے باپ نے مجھے دی تھی، میرے پاس امانت رکھوائی تھی ۔ اور وہ امانت مَیں نے اس تک پہنچانی ہے اور وہ یہاں نہیں ہے کسی دوسری جگہ پر ہے۔ مجھے تین دن کی مہلت دے دیں، تین دن کے بعد مَیں واپس آ جاؤں گا اور جو سزا آپ نے دینی ہے مجھے دے دیں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا ٹھیک ہے لیکن اس کے لئے کوئی ضامن دو۔ کون تمہاری ضمانت دیتا ہے۔ اس نے مجمع میں چاروں طرف دیکھا اور ایک شخص پر آ کر اس کی نظر رک گئی کہ یہ میرا ضامن ہے۔ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرت ابوذر غفاریؓ تھے۔ حضرت عمرؓ نے ان سے پوچھا کہ کیا آپ ضمانت دیتے ہیں۔ انہوں نے کہا ہاں مَیں دیتا ہوں۔ جب وہ شخص چلا گیا تو تیسرے دن پھر مجمع اکٹھا ہوا۔ وہ لڑکے بھی آ گئے۔ اور دن ختم ہونے لگا۔ سب کو پریشانی کہ اتنے پرانے اور عظیم صحابی نے ضمانت دی ہوئی ہے اور وہ شخص واپس نہیں آیا۔ حضرت عمرؓ سے پوچھا گیا۔ حضرت عمرؓ نے جواب دیا یہ ضامن ہیں اور لڑکے بھی خون بہا معاف کرنے کو تیار نہیں ہیں۔ اس لئے بہرحال ان کو سزا ملے گی۔ لوگ بڑے پریشان تھے۔ اتنے میں دیکھا کہ وہ شخص برے حال گرتا پڑتا پہنچ گیا ہے کہ مجھے ذرا دیر ہو گئی لیکن مَیں بچہ بھی اور امانت بھی اس کے بڑوں کے سپرد کر آیا ہوں۔ اب جس طرح آپ چاہیں سزا دے لیں۔ حضرت ابوذر غفاریؓ نے کہا کہ مَیں اس شخص کو نہیں جانتا تھا کہ یہ کون ہے۔ اس نے میری طرف دیکھا اور اس کے چہرے پر مَیں نے سچائی دیکھی اور مَیں نے مان لیا کہ ٹھیک ہے مَیں اس کی ضمانت دیتا ہوں۔ اس حالت کو دیکھ کر وہاں کا ماحول پورا کا پورا ماحول بڑا جذباتی ہو گیا۔ اور جو نوجوان تھے ان پر بھی اتنا اثر ہوا کہ انہوں نے کہا ٹھیک ہے ہم اپنے باپ کا خون بہا معاف کرتے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے بعد میں ان کو یہ بھی کہا کہ بیت المال سے مَیں تمہیں اس کا خون بہا دلوا دیتا ہوں۔ لیکن انہوں نے کہا نہیں ہم نے خدا تعالیٰ کی خاطر معاف کر دیا۔ تو یہ نمونہ تھا یہ وہ معیار ہے جو اس زمانے میں قائم ہوا۔ ضروری نہیں ہے کہ وہ شخص صحابی ہو۔ ہو سکتا ہے بعد میں بیعت کی ہو لیکن صحابہ کا تربیت یافتہ تھا۔ لیکن دیکھیں کس طرح اس نے ایک تو سچائی سے اپنے جرم کا اقرار کر لیا۔ سزا لینے کو تیار ہو گیا۔ پتہ تھا کہ اس کی سزا جان سے ہاتھ دھونا ہے۔ پھر عہد کی پابندی بھی کی کہ میں نے عہد کیا ہے تو واپس بھی آنا ہے۔ اور امانت کی ادائیگی کا بھی کس قدر خیال تھا۔ وہ اپنے بیوی بچوں کے لئے مال چھوڑ کے جا سکتا تھا۔ تو یہ سبق ہمیں اس شخص نے دے دیا۔

حضور انور نے فرمایا کہ جیسا کہ پہلے بھی مَیں نے کہا آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے عہدوں کی پابندی کرنے والے اور امانتوں کی ادائیگی کرنے والے اور سچائی پر قائم رہنے والے ایسے لوگ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو عطا فرمائے ہوئے ہیں۔ اور آج بھی ایسے لوگ نظر آتے ہیں لیکن ان کی ہم میں اکثریت ہونی چاہئے جو اپنے عہدوں کو پورا بھی کر رہے ہوں۔ پس ہمیں اس لحاظ سے بھی اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ **پاکستان میں آئے دن کی شہادتیں اور نقصانات اس بات کا ثبوت ہیں کہ جو عہد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام سے کیا ہے اس پر پورا اترنے کی کوشش کرتے ہیں۔** یہ کہتے ہیں کہ اس پر پورا اتریں گے۔ بعض لوگ مجھے بھی لکھتے ہیں کہ آپ فکر نہ کریں ہم اپنا عہد پورا کرنے کے لئے ہر قربانی کے لئے تیار ہیں۔ پرسوں جو میں نے خطبہ جمعہ میں پاکستان کے احمدیوں کے حوالے سے اور خاص طور پر خدام الاحمدیہ کے حوالے سے بات کی تھی تو صدر صاحب خدام الاحمدیہ پاکستان کا خط بھی مجھے آیا، کہ یہ جذباتی بات نہیں ہے بڑا سوچ سمجھ کر میں آپ کو لکھ رہا ہوں کہ ہم ہر قربانی کے لئے تیار ہیں۔ اور اسی طرح وہاں کے مختلف جگہوں کے مختلف علاقوں کے ضلعوں کے قائدین نے لکھا کہ ہم ہر دم اور ہر وقت اپنا عہد پورا کرنے کے لئے تیار ہیں اور ہمیں آپ تیار پائیں گے اور دیکھیں گے کہ ہم جھوٹ نہیں بول رہے۔ ہم پیچھے ہٹنے والے نہیں۔ یہ لکھتے رہے کہ جتنے بھی ظلم ہم پر ہو جائیں آپ دیکھیں گے انشاء اللہ ہمارے پائے استقلال کو کوئی ہلا نہیں سکتا۔ کبھی اس میں لغزش نہیں آئے گی۔ جو ہم نے عہد کیا ہے وہ پورا کریں گے اور پورا کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔ پس یہ وہ جذبہ ہے جو جماعتوں کو زندگی بخشتا ہے۔ چھوٹے سے چھوٹے عہد سے لے کے بڑے سے بڑے عہد تک ہر جگہ اپنے عہدوں کی حفاظت کا نظارہ دکھاتا ہے۔

پس ہم میں سے بھی ہر ایک کا فرض ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کر کے اپنے عہدوں کو پورا کریں۔ دین کو دنیا پر مقدم رکھ کر اپنے عہد کو پورا کریں۔ وقتی جوش اور جذبے سے نہیں یا نعرے لگا کر نہیں بلکہ مستقل مزاجی سے جماعت سے خاص تعلق جوڑ کر اللہ تعالیٰ سے خاص تعلق جوڑ کر اپنے عہد کو پورا کریں۔ احمدیت کا پیغام دنیا کو پہنچا کر اپنے عہد کو پورا کریں۔ پاکستان سے اگر وفاؤں کے خط آ رہے ہیں تو یہ جذباتی باتیں نہیں ہیں یا عارضی چیزیں نہیں ہیں۔ ان کے خطوں سے ہی پتہ لگ رہا ہوتا ہے اور ان کے عمل سے بھی پتہ لگ رہا ہے کہ یہ ان کے دلوں کی آواز ہے۔ وہ لوگ مستقل مزاجی سے اپنے فرائض ادا کر رہے ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ 28 رمئی کے واقعات پر وہاں سے جو لوگ دونوں مسجدوں سے بچ گئے تھے ان کے خطوط بھی مجھے آئے تھے وہ میں دیکھ رہا تھا تو عجیب جذبہ نظر آتا ہے۔ مَیں نے سوچا کہ بعض یہاں آپ کے سامنے بیان کر دوں اور آپ کو بھی ان میں شامل کر لوں تا کہ ان قربانی کرنے والوں کے بارہ میں آپ کو بھی پتہ لگے اور آپ کو بھی ان کے لئے دعا کی تحریک ہو جائے۔

حضور نے فرمایا ایک خط میں لاہور کے انصار اللہ کے ہمارے ایک عہدے دار مجید بشیر ہیں، وہ لکھتے ہیں کہ نمازِ جمعہ کے لئے اس دن بیت النور میں تھا۔ کہتے ہیں: حضور! اس طرح نہتے لوگوں پر گولیاں برسائی گئیں، بم پھینکے گئے، گولیاں کس طرح دائیں بائیں سے گزرتی رہیں اس کا بیان ناممکن ہے۔ جب حملہ شروع ہوا تو مولانا شاد صاحب نے قرآنِ مجید کی آیت وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا (سورۃ النور:56) کی تفسیر بیان کی۔ اس دوران تفسیر بیان کر رہے تھے۔ اس واقعہ کے بعد ہمارا ایمان اور بھی تازہ ہوا کہ انشاءاللہ ضرور بالضرور خوف کو اللہ تعالیٰ امن میں بدلے گا اور ان سے ضرور بدلہ لے گا جنہوں نے احمدیوں کو نمازِ جمعہ کی ادائیگی سے روکا۔ پھر لکھتے ہیں موت کو سامنے دیکھ کر ایک ہی دعا تھی جو زبان پر جاری رہی کہ اے قادر خدا! یہ تیرے پیارے مسیح کو ماننے والے ہیں، کمزور ہیں، اور صرف تجھ پر ہی یقین رکھتے ہیں۔ کیا تو ان کو ختم کر دے گا۔ ہرگز نہیں۔ تُو تمام احمدیوں کی خود حفاظت فرما۔ کس طرح لوگ گرمی میں محبوس رہے لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے احباب نے ایک دوسرے کی مدد کی۔ ٹوپیوں میں پانی ڈال کر زخمیوں کو پلایا۔ چھوٹے چھوٹے بچے خوفزدہ اور بوڑھے گرمی سے بے حال ایک ناقابلِ تلافی نقصان ہے۔ پھر لکھتے ہیں کاش میں بھی شہید ہو کر اَمر ہو جاتا۔ یہ دن تو نہ دیکھنا پڑتا۔ دل کٹ رہے ہیں دماغ ماؤف ہیں۔ کیا قصور تھا ان نہتے اور معصوم احمدیوں کا؟ یہی نہ کہ وہ آنحضرت ﷺ کی اطاعت میں اس مسیح کو ماننے والے ہیں اور اطاعت گزار ہیں۔ اتنے امن پسند اور اطاعت گزار لوگ ہیں کہ باوجود حملے کے جب مربی صاحب اعلان کرتے ہیں کہ سب بیٹھ جائیں، بیٹھے رہیں اور دعاؤں پر زور دیں، درود شریف پڑھیں۔ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِي نُحُوْرِهِمْ وَنَعُوْذُبِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ پڑھیں۔ تو تمام لوگ اس جگہ بیٹھ جاتے ہیں اور گولیاں کھاتے رہے اپنے سینوں پر لیتے رہے۔ اپنے بچوں کو اپنے ساتھ چپکائے ہوئے ان کو بچانے کی کوشش کرتے رہے۔ اور ڈیڑھ دو گھنٹے تک بغیر کسی وقفے کے مسلسل دہشت گردی چلتی رہی۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا تو یہ نظارے ہیں۔ کیا یہ ایمان میں کمزوری والوں میں نظر آ سکتے ہیں؟

پھر ایک صاحب ذیشان صاحب لکھتے ہیں کہ خدام نے بڑی بہادری کے ساتھ دو حملہ آوروں پر قابو پا لیا ایک حملہ آور کو خدام نے گولی مار کر ہلاک کر دیا۔ پولیس نے خدام کو اپنی بندوقیں دینے سے انکار کر دیا اور خود بھی کچھ نہیں کیا۔ خدام کی بہادری کی وجہ سے زیادہ جانی نقصان نہیں ہوا۔ اگر وہ بہادری نہ دکھاتے تو اور بھی نقصان ہوتا۔

پھر ایک صاحب لکھتے ہیں کہ حادثے میں 28 رمئی کے واقعہ میں مَیں بھی شامل تھا اور میرے دو بچے بھی شامل تھے۔ لقمان جو بارہ سال کا ہو جائے اور حسان چوبیس مئی کو چھ سال کا۔ دونوں بچوں نے اس حادثے کے وقت بڑے حوصلے اور صبر کا مظاہرہ کیا۔ ان دونوں کے صبر کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ نے میرا حوصلہ بڑھایا۔ دونوں بچے وقفِ نو کی تحریک میں شامل ہیں۔ خطبہ شروع ہوا اور ساتھ گولیوں کی آواز باہر سے آنے لگی، اور پھر فوراً ہی دستی بم محراب کی طرف اندر آ کر گرا۔ اسے دیکھ کر میں بچوں کو لے کر پچھلے صحن میں نکل آیا اور پانی کے کولروں کے پیچھے جا کر لیٹ گیا۔ بچوں کو نیچے لٹا کر مَیں سیفٹی کے لئے اوپر لیٹ گیا کہ بچوں کو کچھ نہ ہو۔ بچوں نے چار گھنٹے اسی پوزیشن میں گزارے۔ بچے لگاتار دعا کرتے رہے۔ رَبِّ كُلُّ شَيْءٍ خَادِمُكَ پڑھتے رہے۔ آخر میں ایک دہشت گرد میرے پاؤں کے پاس دستی بم پھینک گیا۔ اس وقت میرا بیٹا بتاتا ہے کہ مَیں نے یہ دعا کی کہ اے خدا! بس اب حد ہو گئی ہماری مدد کر، تیری مدد کے بغیر ہم کچھ نہیں، تو رحم کر۔ اور کہتے ہیں کہ بچے نے کہا پھر اسی دوران میں وہ بم پھٹ گیا، لیکن ہم تینوں بچ گئے۔ تو میرے تھوڑے سے زخم آئے۔ حضور انور نے فرمایا کہ کیا کوئی ایسے لوگوں کے ایمان کو ضائع کر سکتا ہے؟ کیا ان کے متعلق کہا جا سکتا ہے کہ عہدوں کے پورا کرنے والے نہیں۔ جن کے بچے بھی اس قدر ایمانی حرارت سے پُر تھے۔

پھر لقمان صاحب لکھتے ہیں کہ مَیں ربوہ کا رہائشی ہوں اور آج کل ملازمت کی غرض سے لاہور میں مقیم ہوں۔ 28 رمئی کو مَیں بھی نمازِ جمعہ کی ادائیگی کے لئے بیت النور ماڈل ٹاؤن میں موجود تھا۔ جب اندوہناک واقعہ پیش آیا۔ دشمن فائرنگ کرتا ہوا مسجد کے احاطے میں داخل ہوا۔ اس وقت میں basement میں بیٹھا خطبہ سن رہا تھا۔ فائرنگ کی آواز سن کر خاکسار دوڑ کر گیا اور پچھلے دروازے کو جو کئی ہالز کا مشترکہ بیرونی دروازہ ہے کور (Cover) کیا۔ ایک دہشت گرد بالائی منزل کی بیرونی سیڑھی سے اوپر گیا جسے تین خدام نے جو بالکل نوعمر اور نہتے تھے پکڑ لیا ۔ جب ایک دہشت گرد نے گراؤنڈ فلور پر پرانے ہال پر حملہ کیا، فائرنگ کی اور دستی بم پھینکے۔ ایک کھڑکی توڑ کر اندر داخل ہوا اور کافی جانی نقصان پہنچایا لیکن محض اللہ کے فضل سے زخمیوں اور ایک خادم نے مل کر اسے بھی دبوچ لیا۔ اس صورتِ حال میں خدا تعالیٰ نے خاکسار کو بھی توفیق دی کہ زخمیوں کو پانی پلایا۔ جہاں دورِ نبوی کی یاد تازہ ہوئی جب زخموں سے چُور ایک احمدی نے پانی لینے سے انکار کیا اور دوسرے کو خود پر ترجیح دی اور کہا مَیں ٹھیک ہوں، دوسروں کو دیکھو۔ بعض زخمیوں کی حالت نازک تھی۔ جب ایمبولینس آئی تو ان سب کو بھی شفٹ کرنے کا موقع ملا۔ اس موقع پر ایک خادم جو میرے ساتھ کام کر رہے تھے ان کو جب مَیں آخری میت لے جانے کے لئے کہا تب انہوں نے انکشاف کیا کہ وہ اس کے والد صاحب ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ یہ بات مَیں جمعہ پر بھی تھوڑا سا حصہ بیان کر چکا ہوں میں۔ تو اللہ اللہ کیسا حوصلہ تھا ان کا۔ والد محترم کی میت شفٹ کرنے کے بعد بھی وہ خادم جو تھا مسجد میں دوسرے کاموں کی بجا آوری میں مشغول رہے۔

حضور نے فرمایا کہ پھر ایک خاتون نبیلہ صاحبہ کینیڈا سے لکھتی ہیں کہ بھائی نے گفتگو کے دوران ساری صورتِ حال بتائی کہ دارالذکر کے مین ہال میں بہت زیادہ بم پھینکے گئے۔ ہم ہال سے باہر نکل کر صحن کی سیڑھیوں کے نیچے چھپ گئے جہاں کم از کم ساٹھ ستر افراد اور بھی تھے۔ جسم سے خون بھی بہہ رہا تھا اور اتنے رش میں گھٹن ہونے لگی۔ دل میں خیال آیا کہ اس طرح بھی مرنا ہے تو کیوں نہ کوئی مدد کی جائے۔ چنانچہ مَیں تین لڑکے چھت کی طرف بھاگے اور اوپر سے آنے والے ایک راستہ پر کھڑے ہو گئے کہ اگر وہ یہاں سے دہشت گرد نکلے تو اسے پکڑ لیں گے۔ کافی انتظار کیا۔ ہر طرف سے بم برس رہے تھے اور فائرنگ ہو رہی تھی۔ پھر یہ دہشت گرد کسی دوسرے راستے سے نیچے چلے گئے شاید فرار ہو گئے۔ اور چھ گھنٹے کے بعد یہ آپریشن ختم ہوا اور ہم باہر نکلے۔ راستے میں بہت ساری لاشیں پڑی ہوئی تھیں۔ پھر کہتے ہیں کہ جمعہ کی نماز کے بعد بھائی کا

ایم۔بی۔اے کا پیپر تھا۔ ہسپتال میں میاں شہباز شریف وزیرِ اعلیٰ نے بھائی کو تسلی دی کہ ہم ان دہشت گردوں کا ضرور حساب لیں گے۔ بھائی نے ان سے کہا کہ جس اللہ نے مجھے زندگی دی ہے وہی حساب بھی لے گا۔اس پر وزیرِ اعلیٰ نے دوبارہ کہا کہ نہیں ایسا نہیں کہتے ہم ان کا ضرور حساب لیں گے۔تو دوبارہ بھائی نے کہا کہ نہیں سَر، جس خدا نے زندگی دی ہے وہی ہمارا حساب لے گا۔تو یہ ہے ایمانی غیرت اور خدا پر یقین۔

حضور انور نے فرمایا کہ پھر ایک خاتون سیدہ بشریٰ توقیر صاحبہ واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتی ہیں کہ جماعت احمدیہ نے جس شان سے جانوں کی قربانی دی ہے، ہر احمدی کی خواہش ہوگی کہ مَیں وہاں پر کیوں نہیں گیا۔ایک وقفِ نو بچے کی ڈیوٹی ہمیشہ دارالذکر کے بڑے گیٹ پر ہوتی تھی کل جب وہ جمعہ کی نماز پر آیا تو انتظامیہ نے اس کو پچھلے گیٹ کی طرف بھیج دیا اور پھر یہ سانحہ ہوگیا شام تک وہ بچہ گھر نہیں آیا کہ مجھے شہادت کا درجہ نہیں ملا۔ جماعت کے افراد کا یہ جذبہ قابلِ تحسین ہے۔

پھر ایک رپورٹ میں لکھتے ہیں کہ ایک احمدی دوست شدید فائرنگ کے دوران بغیر کسی خوف کے خدا کے حضور سجدے میں پڑے گرگڑاتے رہے۔ایک بزرگ جن کا بازو شدید زخمی تھا اپنے بازو کے حصے اکٹھے کر کے باوجود تکلیف کے دوسروں کو تسلی دیتے رہے۔ ایک بزرگ نے کہا کہ سب لوگ انفرادی دعا تو کر ہی رہے ہیں کیوں نہ اجتماعی دعا کریں۔دعاؤں کے طفیل اللہ تعالیٰ ہماری مشکل آسان کر دے۔ایک شدید زخمی بزرگ نے اپنے بیٹے کو اسی حالت میں فون کیا اور کہا بیٹا میرا آخری وقت آ گیا ہے۔آپ سب سے بڑے ہیں اپنی والدہ اور چھوٹے بہن بھائیوں کا خیال رکھنا۔

ایک بچے نے جس کو سینے میں گولی لگی ہوئی تھی شدید زخمی حالت میں اپنی والدہ کو فون کیا اور ان سے اپنی کوتاہیوں کی معافی مانگی جس کے بعد اس کی شہادت ہوگئی۔

حضور انور نے فرمایا سلیمان صاحب لکھتے ہیں کہ دستی بموں کی وجہ سے ہر جگہ دھواں تھا اور لوگ زخمی حالت میں تھے۔اس وقت دو یا تین احمدی باہر سے آئے اور اس حملہ آور کو پکڑنے میں کامیاب ہوئے اور اسے رسیوں میں جکڑ دیا۔اس کے پاس بیس دستی بم اور جیکٹ کے ساتھ پھٹنے والا مواد تھا جس کو علیحدہ کر لیا گیا۔اب اندازہ لگائیں کہ اس کا اگر استعمال ہو جاتا تو کس قدر تباہی آنی تھی۔اور اسی اثناء میں خدام نے دوسرے حملہ آور کو بھی زخمی حالت میں پکڑ لیا۔پولیس آدھے گھنٹے کے بعد آئی۔

حضور انور نے فرمایا تو یہ ہیں نمونے جو خدام نے وہاں دکھائے۔ یہ چند واقعات مَیں نے بیان کئے ہیں، آپ کو یہ بتانے کے لئے کہ باوجود اجتماعوں پر پابندیوں کے، باوجود جلسوں پر پابندیوں کے، باوجود آزادی سے کسی بھی قسم کا کوئی بھی پروگرام کرنے کے اجازت نہیں ہے۔ ماحول میں ہر وقت دشمنی کی فضا قائم رہنے کے باوجود اس واقعہ کے بعد جو مسجدوں میں ہوا، اور اس واقعہ کے بعد مساجد میں خطرے کے حالات مزید بڑھ گئے ہیں، یہ لوگ ایمان پر قائم ہیں اور اپنے عہدوں کی پابندی کر رہے ہیں۔ آپ میں سے یہاں جو بیٹھے ہوئے ہیں جیسا کہ مَیں نے کہا کہ کچھ کے عزیز رشتے دار بھی ہوں گے جو براہِ راست ان حالات سے متاثر ہوئے ہوں گے۔ کچھ نے دوسروں کے واقعات سنے ہوں گے، لیکن بعض شاید آپ میں سے ایسے بھی ہوں جو ان قربانی کرنے والوں کو نہ جانتے ہوں یا ان کے واقعات نہ سن سکے ہوں۔ ان کے لئے بھی مَیں نے بیان کر دیا ہے کہ کس طرح ایمان کی مضبوطی دکھانے والے اپنے ایمان کا اظہار کر رہے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ ایک واقعہ ہونے کے بعد جب کچھ عرصہ گزر جائے تو انسان بھول جاتا ہے۔ **لیکن شہیدوں کی شہادت اور قربانی کرنے والوں کی قربانیوں کو یاد رکھنا ہمارے لئے ضروری ہے۔اس لئے کہ جس اعلیٰ مقصد کے لئے انہوں نے یہ قربانیاں دی ہیں، اس اعلیٰ مقصد کو ہم نے بھی قائم رکھنا ہے۔آگے بڑھنے والی قوموں کی علامت یہ ہے کہ وہ کبھی قربانی کرنے والوں کو بھولا نہیں کرتیں۔** اور ان کو یاد رکھتی ہیں اور ان سے سبق لیتی ہیں اور اپنے ایمانوں کو مضبوط کرتی ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ **یہ واقعات ہمیں مایوس اور خوفزدہ کرنے کے لئے نہیں ہیں بلکہ ہمارے ایمانوں کو طاقت بخشنے کے لئے ہیں۔** ہمیں اپنے آپ کو قربانیوں کے لئے پیش کرنے اور ہمیں اور ہمارے ایمانوں کو تقویت بخشنے کے نئے راستے دکھانے کے لئے ہیں۔ انہی لوگوں کے عہدوں اور قربانیوں کی یاد تازہ کرتے ہوئے اپنے عہدوں کا نئے سرے سے ہمیں اعادہ کرنا چاہئے۔اور اپنے عہدوں پر غور کرتے ہوئے ان میں مزید مضبوطی پیدا کرنی چاہئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ ’’خدا تعالیٰ اس وقت صادقوں کی جماعت تیار کر رہا ہے‘‘۔ پس ان صادقوں کی جماعت میں ہمیں اپنے آپ کو شامل رکھنے کی کوشش کرنی چاہئے۔اور وہ اسی صورت میں ہوسکتی ہے جب ہم اپنے ہر عہد کو پورا کرنے والے بنیں۔ جب ہم اپنی ہر ذمہ داری کو نبھانے والے بنیں۔ جب ہم اپنے ہر فرض کو ادا کرنے والے بنیں۔ کیونکہ آپ نے تنبیہ بھی فرمائی ہے۔فرمایا کہ ’’جو صادق نہیں وہ آج نہیں تو کل چلا جائے گا۔اور اس سلسلے سے الگ ہو کر رہے گا۔مگر صادق کو خدا تعالیٰ ضائع نہیں کرے گا‘‘۔ پس ہمیشہ یاد رکھیں کہ صدق کے نمونے دکھاتے رہیں اور یہ ہم نے دکھانے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ۔ تو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے ہم ہمیشہ بنتے چلے جائیں گے۔

پس ہمارے نوجوانوں کو بھی اس بات کو سامنے رکھنا چاہئے اور ہمارے بچوں کو بھی ہمیشہ اس بات کو سامنے رکھنا چاہئے۔ یہ بچوں کی بھی مثالیں میں نے دیں، نوجوانوں کی بھی مثالیں مَیں نے دیں، کہ ہم نے دشمن کی کسی بھی حرکت سے، حملے سے خوفزدہ نہیں ہونا۔اور انشاء اللہ تعالیٰ جو ذمہ واریاں ہمارے سپرد ہیں ان کو ادا کرتے چلے جانا ہے، اپنے عہدوں کو پورا کرتے چلے جانا ہے۔ ہمیں کسی بھی قسم کے وہم میں مبتلا نہیں ہونا چاہئے کہ یہ ابتلاء لمبے ہوتے چلے جا رہے ہیں۔کیا ہوگا؟ بلکہ ہر امتحان سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ہمارا یقین بڑھتا چلا جانا چاہئے۔ آپ نے بڑے زور سے یہ فرمایا ہے کہ ’’ہمارے متبعین پر بھی ایک زمانہ آوے گا کہ عروج ہی عروج ہوگا‘‘، انشاء اللہ تعالیٰ۔ آپ فرماتے ہیں کہ ’’لیکن یہ ہمیں خبر نہیں کہ ہمارے دور میں ہو یا ہمارے بعد ہو‘‘۔ پھر آپ نے فرمایا کہ ’’ہمیں اس امر سے ہرگز تعجب نہیں کہ ہمارے متبعین امیر نہ ہوں گے۔امیر تو یہ ضرور ہوں گے، لیکن افسوس اس بات سے آتا ہے کہ اگر یہ دولت مند ہو گئے تو پھر انہی لوگوں کے ہمرنگ ہو کر دین سے غافل نہ ہو جائیں۔ اور دنیا کو مقدم کر لیویں‘‘۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا پس یہ ایک تو ہمیں، آپ کو، خوشخبری ہے ہم سب کو کہ انشاء اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ماننے والوں کو دنیا بھی ملے گی۔ لیکن اس دنیا کی تلاش کبھی نہ کریں جو دین سے دُور لے جائے۔ اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور اس کے حکموں پر عمل کرنا ہمیشہ اپنا مطمح نظر رکھیں۔اس کے رسول کی اطاعت ہمیشہ اپنا مطمح نظر رکھیں۔ وفا سے اپنے عہد کو نبھائیں۔ اور اسلام کے پیغام کو تمام دنیا تک پہنچانے کے لئے اپنی کوششیں صرف کر دیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

اس نہایت پُرشوکت، دلگداز اور ولولہ انگیز خطاب کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اجتماعی دعا کروائی جس کے ساتھ خدام الاحمدیہ برطانیہ کے اس اجتماع کی کارروائی اپنے اختتام کو پہنچی۔

✡✡✡✡✡✡✡

دارالسلام تنزانیہ کے تجارتی میلہ میں
جماعت احمدیہ کی شمولیت

(رپورٹ: بشارت الرحمن بٹ۔مبلغ سلسلہ)

دارالسلام تنزانیہ میں ہر سال ماہ جولائی میں ایک تجارتی میلہ (Trade Fair) منعقد ہوتا ہے۔ یہ میلہ ایک مخصوص گراؤنڈ سبع سبع (SabaSaba) میں منعقد کیا جاتا ہے اور لاکھوں کی تعداد میں لوگ اس کو دیکھنے آتے ہیں۔ دیگر مذہبی تنظیمیں اس میں سٹال لگاتی ہیں اسی طرح جماعت احمدیہ بھی ہر سال اپنا سٹال لگاتی ہے جو جماعتی تبلیغ کا بہت متأثر ذریعہ ہوتا ہے۔

امسال بھی جماعت کا سٹال لگایا گیا۔ جو 28/جون سے 9/جولائی تک لگا رہا اور اس میں مختلف جماعتی کتب جن میں قرآن مجید کا سواحیلی ترجمہ، نماز اور دیگر کتب فروخت ہوتی ہیں۔ اسی طرح بعض کتب اور پمفلٹس مفت بھی تقسیم کئے جاتے ہیں۔

ہمارا سال ہر ایک کی توجہ کا مرکز ہوتا ہے کیونکہ اس میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء کی تصاویر کے علاوہ ایم ٹی اے بھی لگا ہوتا ہے جہاں حضور انور کے خطبات اور کلاسز دکھائی جاتی ہیں۔

امسال ہمارے سٹال میں ایک نماز کے لئے جگہ بھی مقرر کی گئی تھی جس میں تقریباً پانچ ہزار افراد نے نماز ادا کی۔ اور اس ہفتہ کے دوران قریباً آٹھ ہزار سے زائد افراد نے ہمارے سٹال کا وزٹ کیا۔

تمام لوگ جو مذہبی رجحان رکھتے ہیں ان کی اکثریت نے ہمارے سٹال کی تعریف کی۔ خاص طور پر نماز کے لئے جگہ کی بہت تعریف کی۔

قارئین کی خدمت میں درخواست دعا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہماری ان حقیر کوششوں میں برکت ڈالے اور پیاسی روحوں کی سیرابی کا باعث ہو اور اسلام احمدیت کی ترقی کا موجب ہو۔ آمین

✡✡✡✡✡✡

خریداران الفضل انٹرنیشنل سے گزارش

کیا آپ نے الفضل انٹرنیشنل کا سالانہ چندہ خریداری ادا کر دیا ہے؟ اگر نہیں تو براہ کرم اپنی مقامی جماعت میں ادائیگی فرما کر رسید حاصل کر لیں اور اپنے ملک کے مرکزی شعبہ اشاعت کو مطلع فرمائیں۔ رسید کٹواتے وقت اپنے AFC نمبر کا حوالہ ضرور درج کروائیں۔ شکریہ

(مینجر)

پختہ قبر

حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں ایک شخص کا سوال پیش ہوا کہ میرا بھائی فوت ہوگیا ہے۔ مَیں اس کی قبر پکّی بناؤں یا نہ بناؤں۔

حضرت اقدس نے فرمایا: اگر نمود اور دکھلاوے کے واسطے پکی قبریں اور نقش ونگار اور گنبد بنائے جاویں تو یہ حرام ہیں۔ لیکن اگر خشک مُلّا کی طرح یہ کہا جاوے کہ ہر حالت میں ہر مقام میں کچی ہی اینٹ لگائی جاوے تو یہ بھی حرام ہے۔ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ۔ عمل نیت پر موقوف ہے۔ ہمارے نزدیک بعض حالات میں پکی کرنا درست ہے۔ بعض جگہ سیلاب آتا ہے۔ بعض جگہ قبر میں سے میّت کو کُتّے اور بجّو وغیرہ نکال لے جاتے ہیں۔ مُردے کے لئے بھی ایک عزت ہوتی ہے۔ اگر ایسے وجوہ پیش آجاویں تو اس حد تک کہ نمود اور شان نہ ہو بلکہ صدمے سے بچانے کے واسطے قبر کا پختہ کرنا جائز ہے۔ اللہ اور رسول نے مومن کی لاش کے واسطے بھی عزت رکھی ہے ورنہ اگر عزت ضروری نہیں تو غسل دینے، کفن دینے، خوشبو لگانے کی کیا ضرورت ہے۔ مجوسیوں کی طرح جانوروں کے آگے پھینک دو۔ مومن اپنے لئے ذلّت نہیں چاہتا۔ حفاظت ضروری ہے۔ جہاں تک نیت صحیح ہے، خدا تعالیٰ مواخذہ نہیں کرتا۔ دیکھو مصلحت الٰہی نے یہی چاہا کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر کے پختہ گنبد ہوں۔ اور کئی بزرگوں کے مقبرے پختہ ہیں۔ مثلاً نظام الدین، فریدالدین، قطب الدین، معین الدین رحمۃ اللہ علیہم یہ سب صلحاء تھے‘‘۔

(ذکر حبیب صفحہ 253)

دعاؤں کی عادت ڈالیں اور یہی روح اپنی اولاد میں بھی پیدا کریں۔

(ارشاد سیدنا حضرت خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

بقیہ:رپورٹ دورہ آئر لینڈ از صفحہ نمبر 16

انفرادی ملاقاتیں

ساڑھے پانچ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہوٹل کے اس حصہ میں تشریف لے آئے جہاں ملاقاتیں ہوئیں۔26احباب نے انفرادی طور پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کی سعادت حاصل کی اور ہر ایک نے حضور انور کے ساتھ تصویر بھی بنوائی۔

نیشنل عاملہ لجنہ اماء اللہ آئر لینڈ

ملاقاتوں کے پروگرام کے بعد شام سوا چھ بجے ''نیشنل لجنہ اماء اللہ آئر لینڈ'' کی حضور انور کے ساتھ میٹنگ شروع ہوئی۔ حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا بھی اس میٹنگ میں شامل ہوئیں۔حضور انور نے دعا کروائی۔

حضور انور نے صدر لجنہ اور جنرل سیکرٹری صاحبہ سے مجالس کی تعداد اور تجنید اور باقاعدہ ماہانہ رپورٹس بھجوانے کی بابت دریافت فرمایا۔

حضور انور کی خدمت میں رپورٹ پیش کی گئی کہ آئر لینڈ میں اس وقت لجنہ کی تین مجالس ہیں اور کل تجنید 69 ہے اور ان تینوں مجالس کی ماہانہ رپورٹس آتی ہیں اور ہر ماہ ایک مجموعی رپورٹ تیار کر کے لندن بھجوائی جاتی ہے۔

صدر صاحبہ لجنہ نے بتایا کہ تمام جلسے اور اجتماع اور لجنہ کے نیشنل پروگرام ڈبلن(Dublin) میں ہوتے ہیں۔لجنہ کی تجنید بھی سب سے زیادہ ڈبلن میں ہے۔ اس پر حضور انور نے فرمایا پھر لجنہ کا مرکز ڈبلن ہے۔

حضور نے ڈبلن کی مقامی صدر لجنہ کے بارہ میں دریافت فرمایا اور ہدایت فرمائی کہ مرکز کی مقامی صدر لجنہ بھی نیشنل عاملہ کی ممبر ہوتی ہے۔

حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ مجالس کا آپس میں مقابلہ کروایا کریں۔نیشنل مجلس عاملہ مقابلہ کا فیصلہ کرے گی اور لجنہ کا جہاں مرکز ہے وہاں کی مجلس کی مقامی صدر اس فیصلہ کرنے میں شامل نہیں ہوگی۔

مرکز ڈبلن(Dublin) کی مجلس کی مقامی صدر، نائب نیشنل صدر بھی ہیں اور نیشنل مجلس عاملہ میں سیکرٹری تعلیم بھی ہیں۔ حضور انور ایدہ اللہ نے ہدایت فرمائی کہ نائبہ کی کیا ضرورت ہے؟ انہیں مقامی صدر ہی رہنے دیں اور نیشنل سیکرٹری تعلیم اس کے لئے بھی کسی اور کو موقع دیں تاکہ یہ مقامی صدر کی حیثیت سے اچھے طریقے سے کام کرسکیں۔

سیکرٹری ضیافت صاحبہ نے اپنی رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ وہ لجنہ کے تمام فنکشنز پر کھانے کا انتظام کرتی ہیں۔

سیکرٹری تبلیغ صاحبہ کو ہدایت دیتے ہوئے حضور انور نے فرمایا کہ **تبلیغ کے لئے نئے نئے راستے تلاش کرنے چاہئیں۔چھوٹے چھوٹے دیہات اور Towns میں جائیں اور اپنے نئے رابطے بنائیں۔**

حضور انور نے سیکرٹری تبلیغ کو مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا کہ آپ چونکہ خود ٹیچنگ لائن میں ہیں **تو لوکل سکولز اور یونیورسٹیوں میں سیمینارز کا انتظام کروائیں اور یونیورسٹی کے طلباء کو بھی ساتھ شامل کریں۔اور اسی طرح انٹرفیتھ (Interfaith) میٹنگز کا بھی انتظام کروائیں۔**

حضور نے فرمایا کہ اگر لجنہ کی ہر ممبر ایک ایک Contact بنائے تو اس طرح آپ کے 69 رابطے ہو جائیں گے۔حضور نے ہدایت فرمائی کہ **"Local Nursing Homes" میں بھی باقاعدگی سے وزٹ کیا کریں۔** وہاں جا کر بوڑھی عورتوں کو ملیں، ان کو وقت دیں۔اس طرح وہ خوش بھی ہو جائیں گے اور وہ لجنہ جن کو زبان کا مسئلہ ہے وہ اپنی زبان بھی بہتر بنا سکتی ہیں جو آگے چل کر ہمیں تبلیغ اور اس کے علاوہ دیگر شعبوں میں بھی مدد دے سکتی ہیں۔

سیکرٹری خدمت خلق کو ہدایت دیتے ہوئے حضور انور نے فرمایا کہ **خون کا عطیہ دینے کے لئے خدام کے ساتھ مل کر پروگرام بنائیں اور اولڈ ہوم (OldHome) اور نرسنگ ہومز (Nursing Homes) میں جاکر بوڑھی عورتوں کے ساتھ وقت گزارنے کی کوشش کیا کریں۔**

سیکرٹری تجنید نے رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ لجنہ کی کل تعداد 69 ہے اور ینگ لجنہ (Young Lajna) کے بارہ میں ذکر کیا تو اس پر حضور نے فرمایا کہ **ینگ لجنہ کچھ نہیں ہے۔یہ کوئی اصطلاح نہیں ہے۔**

سیکرٹری اشاعت نے اپنی رپورٹ پیش کرتے ہوئے لجنہ کے پہلے رسالہ ''مریم'' کی اشاعت کے بارہ میں بتایا۔حضور انور نے رسالہ کا اختصار سے جائزہ لیا اور حضور انور کے دریافت فرمانے پر سیکرٹری صاحبہ اشاعت نے بتایا کہ حضور انور کا پیغام پہلے صفحہ پر شائع ہوا ہے۔

لجنہ آئر لینڈ کی نئی ویب سائٹ کے بارہ میں رپورٹ پیش ہونے پر حضور انور نے فرمایا کہ باقی لجنہ کی ویب سائٹ سے بھی اچھی چیزوں کو اپنی سائٹ پر شامل کرسکتی ہیں۔

حضور نے ہدایت فرمائی کہ **رسالہ میں کوئی بھی بات ہماری روایات کے خلاف نہیں ہونی چاہئے۔**

سیکرٹری تربیت نے اپنی رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ اس سال عشرہ تربیت اور نیشنل تربیتی کلاس کا انتظام کیا گیا۔تربیتی ورکشاپ لگائی گئی۔

حضور انور نے فرمایا: تربیت سیمینار کو بار بار منعقد کریں۔لڑکیوں کو بتائیں کہ وہ اپنے مقام کو سمجھیں اور احمدی ہوتے ہوئے اس بات کو ذہن میں رکھیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ہم سے کیا توقعات ہیں۔

حضور انور نے فرمایا جب سات سال کی لڑکی ناصرات میں داخل ہوتی ہے تو اسے بروقت لباس کے آداب سکھائیں۔اسے لمبی قمیص پہننے کی ترغیب دلائیں تاکہ اس میں پردے اور حیا کا احساس پیدا ہو اور بڑے ہو کر کوئی مشکل نہ ہو۔

حضور انور نے سیکرٹری تربیت کو ہدایت فرمائی کہ 14 سے 25 سال کی بچیوں کے پردے کا معیار پتہ کیا جائے اور ان کی ماؤں سے باقاعدگی سے پوچھا جائے کہ ان کے بچے نماز اور قرآن پڑھ رہے ہیں یا نہیں؟

حضور انور نے فرمایا: اجلاسات میں لڑکیوں سے ڈسکشن **(Discussion) کی جائے۔ ان کے ذہنوں میں آنے والے سوالات کے مناسب جوابات دئے جائیں۔ان کو بتایا جائے کہ اگر ہم احمدی ہیں تو ہمیں شریعت کی باریکیوں کا پابند ہونا پڑے گا اور ہمارا نظامِ جماعت سے مضبوط تعلق ہونا بہت ضروری ہے۔**

❁......ایک سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا جہاں لڑکے اور لڑکیاں اکٹھے تعلیم حاصل کرتے ہیں وہاں تعلیم کے حصول میں تو کوئی حرج نہیں بشرطیکہ لڑکے لڑکیوں سے دوستی نہ کریں اور ایک دوسرے سے صرف ضرورت کے تحت ہی بات کریں۔SMS، FB، Chat اور فون کالز (Phone Calls) سے اجتناب کریں۔ماں باپ کو ہدایت کریں کہ وہ بچوں پر نظر رکھیں۔ ہر وقت کمپیوٹر اور موبائل فون ہاتھ میں رکھنا مناسب نہیں۔ جو مائیں کمپیوٹر نہیں جانتیں وہ سیکھ لیں تاکہ بچوں پر نظر رہے۔

❁......پردہ کے بارہ میں ایک سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ **ماتھا اور نیچے ٹھوڑی تک چہرہ ڈھانپا ہونا چاہئے۔کوٹ ڈھیلا ڈھالا ہو اور گھٹنوں تک کم از کم ہونا چاہئے ۔ بازو کلائی تک ڈھکے ہونے چاہئیں جیسا کہ نماز کے لئے حکم ہے۔سر ڈھانپ کر اگر تنگ جینز اور چھوٹی قمیص پہن لی جائے تو وہ کوئی پردہ نہیں ہے۔جینز پہننا منع نہیں ہے بشرطیکہ قمیص اتنی لمبی ہو کہ ننگ ڈھانپا ہوا ہو۔**

❁......لڑکیوں کی **Swimming** کے بارہ میں ایک سوال کے جواب میں حضور نے فرمایا کہ صرف مخصوص اوقات میں جب صرف عورتوں کا ٹائم ہو تو ایسے سومنگ لباس (Swimming Suite) میں جو پورا جسم Cover کرتا ہو تو سوئمنگ کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

❁......سیکرٹری تربیت کے ایک سوال پر حضور انور نے فرمایا کہ اگر کوئی لڑکا یا لڑکی غلط راستے پر چل رہے ہیں تو اس کے ماں باپ کو اس سے آگاہ کیا جائے تاکہ وہ اپنے بچے کی اصلاح کر سکیں۔

❁......حضور انور نے فرمایا کہ جب بچے 13، 14 سال کی عمر کو پہنچیں تو وہ تبدیلی کے اس دور میں ہوتے ہیں جس میں انہیں والدین سے زیادہ دوست کی ضرورت ہوتی ہے جس سے وہ ہر بات کھل کر کرسکیں۔تو آپ اپنے بچوں سے دوستی کا رشتہ مضبوط کریں، خاص طور پر باپ اپنے بیٹوں سے تاکہ وہ آپ سے کوئی بات بھی کرنے میں جھجک محسوس نہ کریں اور والدین اور بچوں میں ایسا رشتہ ہونا چاہئے کہ وہ کوئی بات اپنے والدین سے نہ چھپائیں۔

❁......**حلال وحرام کھانے کے تعلق میں ایک سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا** کہ حلال جانوروں کا وہ تمام گوشت حلال ہے جس کے اندر سے ذبح کرنے کے بعد خون Drain کر دیا جائے اور ذبح کرتے وقت غیر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو۔وہ آپ بسم اللہ پڑھ کر کھا سکتی ہیں ۔ KFC اور McDonald وغیرہ کے کھانے میں کوئی مضائقہ نہیں مگر یہ ضرور چیک کر لینا چاہئے کہ کہیں وہ ایک ہی آئل (Oil) میں پہلے Pork اور پھر چکن وغیرہ نہ فرائی کر رہے ہوں۔

❁......**Gelatin کے بارہ میں حضور انور نے ارشاد فرمایا کہ اگر اس کے اجزاء میں Pork نہ شامل ہو تو کھانے میں کوئی مضائقہ نہیں۔**

❁......مَردوں سے ہاتھ ملانے کے سوال کے جواب میں **حضور انور نے فرمایا** کہ مَردوں سے غیر ضروری باتیں کرنے اور بے جا بے تکلفی سے بھی مَردوں کو موقع ملتا ہے کہ وہ ہاتھ ملائیں۔احمدی عورتوں کو اپنا مقام پہچاننا چاہئے اور اگلے کو ایسا موقع نہیں دینا چاہئے اور ان کو بتا دینا چاہئے کہ ہمارے مذہب میں عورت مرد سے سلام نہیں کرتی۔

❁......سیکرٹری ناصرات نے اپنی رپورٹ پیش کرتے ہوئے حضور انور کی خدمت میں ناصرات کا گزشتہ سال کا اور آئندہ دو سالوں کا سلیبس پیش کیا۔ حضور انور نے اس سلیبس کو دیکھ کر خوشی کا اظہار فرمایا اور اپنے دستخط فرمائے۔سیکرٹری ناصرات نے بتایا کہ اردو خوش خطی سلسلہ کا آکسفورڈ کا سیٹ بھی سلیبس میں شامل کر رہے ہیں تاکہ ناصرات کو اُردو لکھنا پڑھنا بھی آئے۔ حضور انور نے فرمایا کہ ہاں یہ اچھا ہے بچوں کی کلاس میں بھی سب نے اردو کے لئے کاپیاں بنائی ہوئی ہیں جس سے ان کا اُردو کافی اچھی ہو رہی ہے۔

❁......**سیکرٹری تعلیم** نے اپنی رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ دوران سال عشرہ تعلیم، نیشنل تعلیم کلاس اور نیشنل اجتماع کا انعقاد ہوا۔ حضور انور کے دریافت فرمانے پر بتایا گیا کہ لجنہ سے پیپر لیا گیا جس کا نتیجہ کافی اچھا تھا۔

لجنہ کا سلیبس پیش ہونے پر حضور انور کے دریافت فرمانے پر سیکرٹری تعلیم نے بتایا کہ سلیبس میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب توضیح مرام، ازالہ اوہام اور رسالہ الوصیت شامل کئے ہیں۔

سیکرٹری تعلیم کے بتانے پر کہ اس سال ہم نے لجنہ کے الگ سے جلسہ جات منعقد کرنے شروع کئے ہیں۔ حضور نے فرمایا آپ کے جلسہ جات جماعتی جلسوں سے Clash تو نہیں کرتے؟۔اس پر حضور انور کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ ہم لجنہ کے جلسے جماعتی جلسوں سے ایک ہفتہ قبل یا ایک ہفتہ بعد میں رکھتے ہیں تاکہ دونوں جلسوں میں شامل ہوسکیں۔

حضور انور کے دریافت فرمانے پر بتایا گیا کہ ہماری سب لجنہ بہت اچھی ہے اور سب بہت تعاون کرتی ہیں۔

❁......**سیکرٹری مال** نے اپنی رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ ہمارا بجٹ دو ہزار پانچ صد چوراسی یورو ہے اور امسال اجتماع پر 621 یورو خرچ ہوئے۔حضور انور کے دریافت کرنے پر بتایا گیا کہ اجتماع پر لجنہ کی حاضری 36 اور ناصرات کی 12 تھی۔ حضور انور کے دریافت فرمانے پر بتایا کہ ہم اپنے نیشنل فنکشن کرایہ پر ہال لے کر کرتے ہیں لیکن اپنے ہفتہ وار اجلاسات مشن ہاؤس میں کرتے ہیں۔

آخر پر صدر لجنہ آئر لینڈ نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا کی خدمت میں لجنہ اماء اللہ آئر لینڈ کی طرف سے ایک تحفہ پیش کیا۔حضور انور نے فرمایا کہ اگر یہ تحفہ لجنہ کے بجٹ سے لیا گیا ہے تو مَیں نہیں لوں گا۔اس پر عاملہ کی ممبرات نے عرض کیا کہ یہ بجٹ سے نہیں ہے بلکہ ہماری طرف سے ہے۔اس پر حضور انور نے فرمایا: ٹھیک ہے۔

لجنہ عاملہ کی حضور انور کے ساتھ میٹنگ تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ جاری رہی اور سات بج کر 45 منٹ پر ختم ہوئی۔ میٹنگ کے آخر پر نیشنل مجلس عاملہ آئر لینڈ نے حضور انور اور حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت حاصل کی۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کچھ دیر کے لئے دفتر تشریف لے آئے اور ڈاک ملاحظہ فرمائی۔

(باقی آئندہ)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔خط وکتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TLU.K.

بذریعہ e-mail رابطہ قائم کرنے کے لئے پتہ یہ ہے:-

mahmud@tiscali.co.uk
mahmud.a.malik@gmail.com

حضرت شیخ محمد شفیع سیٹھی صاحبؓ

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 23؍اکتوبر 2008ء میں مکرم غلام مصباح بلوچ صاحب کا ایک مضمون شامل اشاعت ہے جس میں حضرت شیخ محمد شفیع صاحبؓ کی سیرۃ وسوانح بیان کی گئی ہے۔

حضرت شیخ محمد شفیع سیٹھی صاحبؓ ولد میاں حیات بخش صاحب آف جہلم شہر قریباً 1863ء میں پیدا ہوئے اور 1893ء میں بیعت کی سعادت پائی۔آپؓ کا نام کبار 313 صحابہ کی فہرست میں 183 نمبر پر ’’میاں محمد صاحب۔جہلم‘‘ درج ہے۔آپ بیان کرتے ہیں حضرت مولوی برہان الدین صاحب جہلمیؓ مجھے اسی نام سے پکارتے تھے سوانہوں نے یہی نام لکھوادیا۔

حضرت سیٹھی صاحبؓ فرماتے ہیں کہ بچپن سے ہی مہدی کی آمد کی روایات سن کر دعا کرتا تھا کہ یا اللہ مجھے بھی اُس سے ملادے۔ پھر بڑے ہوکر آپ نے دکان کرلی۔ اُس زمانہ میں جہلم سے حضرت مولوی برہان الدین صاحبؓ قادیان جایا کرتے تھے۔ اُن سے آپکا بہت تعارف تھا کیونکہ پہلے دونوں اہل حدیث تھے۔ 1891ء میں حضرت مسیح موعودؑ کے دعویٰ کا جہلم میں بہت شہرہ ہوا۔ایک دن آپ اپنے محلّہ کی مسجد میں نماز پڑھنے گئے تو جماعت ہوچکی تھی۔ حافظ غلام محی الدین بھیرویؓ، جوکہ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے شیر بھائی تھے، کی اقتداء میں آپ نے نماز ادا کی۔وہ بیعت کرچکے تھے۔

آپ بیان فرماتے ہیں کہ جب نماز ادا کرکے میں گھر آرہا تھا تو راستہ میں مجھے قادیان جانے کا خیال آیا اور اپنے ایک رشتہ دار کو کہا کہ میرے ساتھ قادیان چلو نصف کرایہ دیتا ہوں، اُس نے کہا مجھے فرصت نہیں۔ معاً مجھے احمدیوں کی حضورؑ سے محبت اور مخالفین کی بدزبانی یاد آئی۔ میرا بڑا بھائی شیخ قمرالدین قادیان سے ہوآیا تھا مگر بیعت سے محروم رہا تھا لیکن قادیان کی مہمان نوازی کی صفت ضرور کرتا رہا۔ چنانچہ میں نے دکان کی چابیاں گھر والوں کو دیدیں اور کہا کہ بھائی کو کہنا کہ دکان لگائیں اور خود ریل میں سوار ہوکر روانہ ہوا۔ یہ سب واقعہ اُسی ایک روز کا ہے۔

دوسرے روز (غالباً جمعرات کو) ایک بجے قادیان پہنچا۔ مسجد مبارک میں مولوی نورالدین صاحبؓ نے مجھ سے حال دریافت کیا۔ نماز ظہر کے بعد حضرت مسیح موعودؑ سے تعارف ہوا۔ میں نے جب دیکھا توان کے نورانی چہرہ کو دو منٹ تک بھی نظر بھر کر نہ دیکھ سکا، یہ ہستی جھوٹ بولنے والی نہیں ہے۔ میں نے گول کمرہ میں جمعہ سے پہلے اکیلے حضرت مسیح موعودؑ کے ہاتھ پر بیعت کرلی۔

ادھر میری روانگی کے بعد میرے بھائی اور عزیزوں نے پروپیگنڈا کیا کہ جب محمد شفیع قادیان سے آئے گا تو قادیان کا نام نہ لے گا۔ جب میں دوتین روز بعد واپس پہنچا اور دکان پر گیا تو میرے بھائی نے پوچھا کہ کہاں گیا تھا؟ میں نے صاف قادیان کا کہا تو وہ خاموش ہوگیا۔ پھر میں قادیان گاہ بگاہ جاتا رہا۔ ناواقفیت کے باعث تھوڑا ٹھہرتا۔حضرت صاحب سے اجازت طلب کی تو فرمایا اَور ٹھہرو۔ایک روز حضور سے ملاقات کے لیے گیا تو حضورؑ چھت پر تشریف لے گئے وہاں کیا دیکھا کہ دونوں طرف کاغذ، قلم دوات ہے، آتے جاتے کچھ نوٹ کرتے ہیں۔اسی طرح قادیان آنے جانے کا سلسلہ لگا رہا۔قصبہ کے مشرقی جانب ڈھاب تھی وہاں ہم وضو کرتے تھے۔ایک دن حضورؑ نے سیر کو جاتے قصبہ کے مشرقی جانب ایک مسجد دکھائی اور فرمایا کہ یہ مسلمان نمبرداروں کی مہربانی سے دھرم سال بنی ہے جس میں وضو کرنے کی جگہ بنی ہے، نالی پختہ ہے، کنواں موجود، غسل خانے موجود، وہاں دوسکھ بیٹھے تھے۔حضور باہر جاتے تو مسجد نور کی بڑے بڑ کی جڑوں پر تشریف فرما ہوتے اور دیگر ساتھی زمین پر بیٹھ جاتے، فرمایا کرتے کہ یہ جنگل منگل بن جائے گا، یہ قصبہ بیاس دریا تک جائے گا اور بڑے بڑے پیٹ والے جوہری جو بازار کی زینت ہوتے ہیں بڑے بڑے بازاروں میں بیٹھا کریں گے۔

جس روز 313 صحابہؓ شمار میں آئے تو خاکسار وہیں تھا۔جب مدرسہ احمدیہ والی جگہ میں پہلا یا دوسرا جلسہ ہوا تو حضرت صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحبؓ نے تقریر فرمائی تو خلیفۃ المسیح الاولؓ نے فرمایا کہ جو معارف قرآن تقریر میں میاں صاحب نے فرمائے مجھے بھی یاد نہیں تھے۔یہ بچہ کچھ ہوکر رہے گا اور دنیا کو کچھ دکھائے گا۔

جب حضرت مسیح موعودؑ 1903ء میں بمقدمہ کرم دین جہلم تشریف لائے، اس روز جمعہ تھا۔ ہماری جماعت نے وسیع پیمانہ پر انتظام کیا ہوا تھا۔مکانات، کوٹھیاں لی ہوئی تھیں۔روٹی کھانے والے احمدیوں کی تعداد ساڑھے چارصد تھی۔ کچہریوں میں دیکھنے والے ہزاروں تھے۔تمام راشن کا انتظام میرے سپرد تھا۔جگہ کی قلت کے باعث لوگ درختوں پر چڑھ کر حضور کو دیکھتے رہے۔ ہفتہ والے روز کچہری میں پیشی تھی۔حضور اتوار کے روز شہر اور بازار سے پیدل ہوتے ہوئے سٹیشن پر تشریف لائے۔بہت سے لوگوں نے بیعت کی۔

جہلم میں بہت مخالفت رہی۔ میں نے اپنے مخالف بھائی سے کہا کہ میرے سامنے حضرت صاحب کی ہجو نہ کیا کرو میں ان کے متعلق تجھے کچھ نہ کہا کروں گا مگر وہ باز نہ آیا، ناچار میں اس سے الگ ہوگیا۔اُس نے مجھے بڑی مالی ضرب لگائی، میرے بچوں کی منگنیاں رکوا دیں مگر میں نے معاملہ خدا کے سپرد کیا۔مخالفت بڑھتی گئی مگر اللہ نے ہر میدان میں کامیاب ثابت کیا اور خدا نے احمدیوں کے ہاں رشتہ کی تجویزوں کو کامیاب کیا، پھر مخالف رشتے دیتے تھے مگر نہ لیے۔ میں 1917ء میں اپنی دکان جہلم سے منتقل کرکے حافظ آباد چلا گیا اور 1919ء تک وہاں رہا۔

حضرت شیخ محمد شفیع سیٹھی صاحبؓ نے 22؍ اکتوبر 1941ء کو بعمر 78 سال وفات پائی اور جہلم کے قبرستان میں تدفین ہوئی۔ بوجہ موصی ہونے کے یادگاری کتبہ بہشتی مقبرہ قادیان میں لگایا گیا۔آپ کی اولاد میں پانچ بیٹے اور تین بیٹیاں تھیں۔

محترم مظفرحسن صاحب

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 6؍نومبر 2008ء میں مکرمہ ص۔ حسن صاحبہ کے قلم سے اُن کے والد مکرم مظفرحسن صاحب کا ذکر خیر شامل اشاعت ہے جو 31 جنوری 2007ء کو وفات پاگئے۔

محترم مظفرحسن صاحب 24مارچ 1920ء کو سیالکوٹ کے ایک گاؤں کلاس والا میں محمد مقبول صاحب کے ہاں پیدا ہوئے۔آپ تین بھائیوں اور دس بہنوں میں دوسرے نمبر پر تھے۔آپ کی پیدائش کے وقت گاؤں میں چیچک کی وبا پھیلی ہوئی تھی جس نے آپ کو اور آپ کی والدہ کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔نتیجتاً آپ کا ایک کان اور ایک آنکھ اس کی وجہ سے ضائع ہو گئے۔ابتدائی تعلیم گاؤں میں مکمل ہوئی تو آپ کے والد اپنی فیملی کو چین لے گئے جہاں وہ کاروبار کرتے تھے۔ وہیں سے چند سال بعد ہانگ کانگ منتقل ہوگئے اور پھر سیالکوٹ میں مقیم ہوئے۔ اس طرح مکرم مظفر حسن صاحب نے میٹرک ہانگ کانگ میں کیا۔اور مرے کالج سیالکوٹ سے F.Sc کرکے انجینئرنگ کی تعلیم کے لئے دہلی چلے گئے۔

آپ کے خاندان میں احمدیت آپ کے دادا حضرت حاجی عبدالعظیم صاحبؓ کے ذریعہ آئی تھی لیکن اُن کی اولاد میں سے کوئی بھی احمدی نہ ہوا جس کا انہیں شدید دکھ تھا۔مکرم مظفرحسن صاحب جب دہلی پڑھنے گئے تو کچھ دوستوں کے ساتھ مل کر ایک مکان کرایہ پر لے لیا۔خوش قسمتی سے وہ سب دوست احمدی تھے جن کی دعوت الی اللہ سے آپ نے 1943ء میں حضرت مصلح موعودؓ کے ہاتھ پر بیعت کرلی۔آپ کے احمدی ہونے پر آپ کے والدین نے آپ سے قطع تعلق کرکے تعلیمی خرچہ بند کر دیا۔ چنانچہ آپ کو تعلیم ادھوری چھوڑ کر ملازمت کرنا پڑی۔ان حالات میں بھی آپ اپنی تنخواہ کا نصف والدہ کو بھیجتے رہے۔

آپ کی شادی آپ کی چچازاد سے 1946ء میں ہوئی۔ پاکستان بننے کے بعد آپ کراچی منتقل ہو گئے جہاں آپ کا نیول ہیڈکوارٹر میں تبادلہ کردیا گیا تھا۔ یہاں دس گیارہ سال کام کیا لیکن رشوت نہ لینے پر ترقی نہ ہوسکی۔ آخر دل برداشتہ ہوکر 1958ء میں ملازمت چھوڑ کر کویت میں ایک نجی تجارتی کمپنی میں ملازم ہوگئے جہاں قریباً چالیس سال تک رہے۔ اس دوران اپنی فیملی کو ربوہ میں رکھا۔

مکرم مظفرحسن صاحب حقوق اللہ اور حقوق العباد پوری جانفشانی سے ادا کرتے۔ باجماعت نماز کا خاص خیال رکھتے۔ریٹائرمنٹ کے بعد 1974ء میں لاہور چھاؤنی میں گھر بنایا اور پانچوں نمازیں مسجد میں ادا کرنے جاتے۔تہجد کا بھی التزام کرتے اور لمبے سجدوں والے نوافل ادا کرتے۔قرآن پاک کی تلاوت آخری دن تک جاری رہی۔رمضان کے علاوہ شوال کے چھ روزے بھی رکھتے اور صدقہ و خیرات بکثرت کرتے۔

کویت میں لمبا عرصہ سیکرٹری مال کے فرائض انجام دیئے اور ہر ماہ سب سے پہلی رسید اپنے چندہ کی کاٹتے۔خلفاء کی ہر مالی تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے اور ادائیگی میں بھی جلدی کرتے۔اللہ تعالیٰ نے حج اور عمرہ کی بھی توفیق عطا فرمائی۔ خاندان میں اکیلے احمدی تھے اور مخالفت کے باوجود سلسلہ سے مضبوطی سے منسلک رہے۔تاہم اپنے والدین اور بہن بھائیوں کا بہت خیال رکھا۔ والدین کو حج کروایا۔ بہنوں کی شادیاں کیں اور دیگر فرائض سرانجام دیئے۔ بے انتہا محبت کرنے والے وفا شعار شوہر تھے۔ دوسروں کے حقوق خوش دلی سے ادا کرتے۔بچوں کی تعلیم وتربیت کا بھی بہت خیال رکھتے۔ سب بچوں کو بہترین تعلیم دلوائی۔ ہر رشتہ دار کی خیر وخبر رکھتے اور حسب ضرورت خاموشی سے مالی مدد بھی کرتے رہتے۔کبھی کسی کی طرف سے زیادتی ہوتی تو کبھی ناراضگی کا اظہار نہ کرتے۔ بلکہ ایسا رویہ ہوتا کہ کچھ ہوا ہی نہیں۔ دوستوں کے ساتھ انتہائی محبت اور خلوص کا تعلق تھا۔ غربا کا بہت خیال رکھتے۔عید کے موقع پر اُن کے گھروں میں جاتے اور تحائف دیتے۔ہمسایوں کا بھی بے حد خیال رکھتے۔

لاہور آنے کے بعد حلقہ جنوبی چھاؤنی کے گیسٹ ہاؤس کا تمام حساب کتاب ایک عرصہ تک سنبھالا۔ 1966ء میں وصیت کی اور تمام ادائیگی مکمل کرکے سرٹیفکیٹ اپنی زندگی میں ہی حاصل کرلیا۔

آپ بہت مہمان نواز تھے۔مہمان کسی بھی حیثیت کا ہوتا، بہت خاطر مدارات کرتے۔ دونوں کانوں کی سماعت سے محروم تھے۔ اس کے باوجود مہمان کے ساتھ بیٹھے رہتے۔

نہایت دیانتدار تھے۔کمپنی کے مالک نے اعتماد کے ساتھ لاکھوں ڈالر کا کام آپ کے حوالے کیا ہوا تھا۔ کئی رشتہ داروں نے دستخط کرکے چیک بکس دی ہوئی تھیں۔آپ ہر ایک کا مکمل حساب رکھتے۔ انتظامی صلاحیت بھی بھرپور تھی۔اپنا کام خود کرنے کے عادی تھے۔اپنی اہلیہ کی وفات کے بعد گیارہ سال کا عرصہ بڑے صبر سے گزارا۔اپنی کسی تکلیف یا بیماری کا احساس دوسروں کو نہ ہونے دیتے۔ شگفتہ مزاجی اور مزاح آپ کی شخصیت کا اہم پہلو تھا۔ادب اور شاعری سے بھی لگاؤ تھا۔خود بھی شعر کہتے تھے اور دوسروں سے بھی سن کر محظوظ ہوتے۔

ماہنامہ ’’تحریک جدید‘‘ ربوہ اکتوبر 2008ء میں ’’تحریک جدید‘‘ کے عنوان سے محترم چودھری شبیر احمد صاحب کی نظم شامل اشاعت ہے۔اس نظم سے انتخاب پیش ہے:

کہنے کو ہے جدید مگر ہے قدیم ہی
اس کارواں کا ماہِ عرب ہی امیر ہے
ہر ملک اپنا ملک ہے ہر قوم اپنی قوم
حائل نہ اس کی راہ میں کوئی لکیر ہے
دنیا کے ہر کنارے پر اس کا ظہور ہے
جیسا کہ ہم سے وعدۂ ربِّ قدیر ہے
احیاءِ دیں کے واسطے مہدی کے دَور میں
یہ اک نظام نو ہے مگر بے نظیر ہے

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
29th October 2010 – 4th November 2010

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8875 4272 or +44 20 8875 4273

Friday 29th October 2010

00:00 MTA World News & Khabranama
00:35 Tilawat
00:50 Insight & Science and Medicine Review
01:25 Liqa Ma'al Arab: a regular sitting of Arabic speaking friends with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 27th April 1995.
02:30 Historic Facts
03:00 MTA World News & Khabranama
03:35 Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
04:10 Tarjamatul Qur'an class: an in-depth explanation of Qur'anic verses, by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 14th December 1994.
05:15 Masih Hindustan Main: a discussion on the book by the Promised Messiah (as): 'Masih Hindustan Main'.
06:05 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:25 Historic Facts
06:55 Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
07:20 Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor.
08:30 Siraiki Service
09:15 Reply to Allegations: an Urdu programme with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra), replying to allegations made against the Jama'at. Recorded on 8th June 1994.
10:15 Indonesian Service
11:10 Seerat Sahaba Rasool
12:00 Live Friday sermon
13:05 Tilawat & Dars-e-Hadith
13:30 Zinda Log
14:00 Bengali Service
15:00 Real Talk
16:00 Khabarnama: daily news in Urdu.
16:15 Friday Sermon [R]
17:30 Khuddamul Ahmadiyya UK Ijtema: concluding address delivered by Huzoor on 29th June 2003.
18:00 MTA World News
18:30 Arabic Service
20:35 Friday Sermon [R]
21:45 Insight & Science and Medicine Review
22:15 MTA Variety
22:50 Reply to Allegations [R]

Saturday 30th October 2010

00:00 MTA World News & Khabarnama
00:30 Tilawat
00:45 International Jama'at News
01:15 Liqa Ma'al Arab: rec. on 29th March 1995.
02:20 MTA World News & Khabarnama
02:55 Friday Sermon: rec. on 29th October 2010.
04:00 Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
04:25 Rah-e-Huda
06:05 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30 International Jama'at News
07:05 Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
07:40 Huzoor's Jalsa Salana Address
08:40 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and Urdu speaking guests. Recoded on 17th February 1984.
09:45 Yassarnal Qur'an
10:05 Friday Sermon [R]
11:15 Indonesian Service
12:15 Tilawat
12:25 Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
13:05 Live Intikhab-e-Sukhan: poem request programme.
14:10 Bangla Shomprochar
15:10 Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor.
16:15 Khabarnama: daily news in Urdu.
16:30 Live Rah-e-Huda
18:15 MTA World News
18:30 Yassarnal Qur'an
18:50 Arabic Service
20:50 International Jama'at News
21:25 Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor. [R]
22:25 Rah-e-Huda [R]
23:55 Friday Sermon [R]

Sunday 31st October 2010

01:10 MTA World News & Khabarnama
01:45 Tilawat
01:55 Liqa Ma'al Arab.
03:00 Khabarnama: daily news in Urdu.
03:20 Friday Sermon: rec. on 29th October 2010.
04:30 Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
05:10 Faith Matters
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30 Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor.
07:35 Zinda Log
07:55 Faith Matters
09:10 Huzoor's Jalsa Salana Address
10:00 Indonesian Service
10:55 Spanish Service: Spanish translation of Friday sermon. Recorded on 21st September 2007.
11:50 Tilawat
12:00 Yassarnal Qur'an
12:15 Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
12:45 Friday Sermon [R]
14:00 Live Bengali Service
15:30 Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor. [R]
16:35 Khabarnama: daily news in Urdu.
16:55 Faith Matters [R]
17:55 Yassarnal Qur'an [R]
18:15 MTA World News
18:30 Bengali Service [R]
20:05 Arabic Service
20:35 Food for Thought
21:10 Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor. [R]
22:15 Friday Sermon [R]
23:15 Ashab-e-Ahmad

Monday 1st November 2010

00:00 MTA World News & Khabarnama
00:35 Tilawat
00:45 Yassarnal Qur'an
01:05 International Jama'at News
01:35 Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
01:55 Liqa Ma'al Arab: a regular sitting of Arabic speaking friends with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra).
03:00 MTA World News & Khabarnama
03:35 Friday Sermon: rec. on 29th October 2010.
04:45 Food for Thought
05:25 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 23rd May 1984.
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30 International Jama'at News
07:10 Zinda Log
07:40 Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor.
08:35 Rencontre Avec Les Francophones: French mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 25th January 1999.
09:35 Indonesian Service: Indonesian translation of the Friday sermon.
10:55 MTA Variety
11:55 Tilawat
12:10 International Jama'at News
12:40 Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
13:10 Bangla Shomprochar
14:10 Friday Sermon: rec. on 16th October 2009.
15:05 MTA Variety [R]
16:00 Khabarnama: daily news in Urdu.
16:20 Rah-e-Huda
18:00 MTA World News
18:30 Arabic Service
19:30 Liqa Ma'al Arab: rec. on 4th May 1995.
20:35 International Jama'at News
21:10 Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor. [R]
22:05 MTA Variety [R]
23:05 Friday Sermon [R]

Tuesday 2nd November 2010

00:05 MTA World News & Khabarnama
00:40 Tilawat
00:50 Insight & Science and Medicine Review
01:35 Liqa Ma'al Arab: rec. on 4th May 1995.
02:55 MTA World News & Khabarnama
03:25 Rencontre Avec Les Francophones: French mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 25th January 1999.
04:30 Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
05:10 Huzoor's Jalsa Salana Address
06:05 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:25 Science and Medicine Review & Insight
07:00 Zinda Log
07:30 Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor.
08:40 MTA Variety
09:10 Question and Answer Session: recorded on 28th May 1984.
10:00 Indonesian Service
11:00 Sindhi Service: Sindhi translation of the Friday sermon.
12:00 Tilawat
12:15 Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
12:40 Science and Medicine Review & Insight
13:15 Bangla Shomprochar
14:15 Khuddamul Ahmadiyya UK Ijtema: an address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 19th September 2004.
15:00 Historic Facts
15:30 Yassarnal Qur'an
16:00 Khabarnama: daily news in Urdu.
16:25 Rah-e-Huda
18:00 MTA World News
18:30 Arabic Service
19:30 Arabic Service: Arabic translation of Friday sermon delivered on 29th October 2010.
20:35 Science and Medicine Review & Insight
21:10 Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor. [R]
22:20 Khuddamul Ahmadiyya UK Ijtema [R]
23:00 Real Talk

Wednesday 3rd November 2010

00:00 MTA World News & Khabarnama
00:30 Tilawat
00:30 Yassarnal Qur'an
00:40 Dars-e-Malfoozat
01:00 Liqa Ma'al Arab: rec. on 11th May 1995.
02:05 Learning Arabic
02:20 Yassarnal Qur'an
02:45 MTA World News & Khabarnama
03:15 Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
03:55 Question and Answer Session: recorded on 28th May 1984.
04:40 MTA Variety
05:15 Khuddamul Ahmadiyya UK Ijtema: an address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 19th September 2004.
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:40 Art Class: with Wayne Clements.
07:10 Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
07:35 MTA Variety
08:35 Question and Answer Session: recorded on 4th July 1984.
09:15 Indonesian Service
10:15 Swahili Service
11:15 Tilawat
11:25 Zinda Log
11:45 From the Archives: Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) on 20th June 1986, about martyrdom.
12:35 Bangla Shomprochar
14:35 Rah-e-Huda
15:05 Khabarnama: daily news in Urdu.
15:35 Faith Matters
16:55 MTA World News
17:10 Arabic Service
19:00 Dars-e-Hadith
19:25 MTA Variety [R]
20:20 Huzoor's Jalsa Salana Address
21:30 From the Archives [R]
22:25 MTA World News & Khabarnama
23:10 Tilawat
23:25 Dars-e-Hadith
23:50 Liqa Ma'al Arab: rec. on 16th May 1995.

Thursday 4th November 2010

01:00 MTA World News & Khabarnama
01:40 Zinda Log: a documentary about the Martyrs of Ahmadiyyat.
02:15 From the Archives: Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) on 20th June 1986, about martyrdom.
03:25 Art Class: with Wayne Clements.
04:00 Huzoor's Jalsa Salana Address
06:00 Tilawat
06:15 Masih Hindustan Main: a discussion on the book by the Promised Messiah (as): 'Masih Hindustan Main'.
07:15 Zinda Log: the martyrs of Ahmadiyyat.
08:05 Faith Matters
09:10 English Mulaqat: question and answer session with Huzoor and English speaking guests, recorded on 11th June 1994.
10:20 Indonesian Service
11:20 Pushto Service
12:00 Tilawat
12:20 Zinda Log
13:00 Bengali Service: Bengali translation of the Friday sermon, rec. on 29th October 2010.
14:00 Tarjamatul Qur'an class: an in-depth explanation of Qur'anic verses, by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 15th December 1994.
15:05 Masih Hindustan Main [R]
16:00 Khabarnama: daily news in Urdu.
16:20 Yassarnal Qur'an
16:45 English Mulaqat [R]
18:00 MTA World News
18:30 Live Arabic Service
20:30 Faith Matters [R]
21:40 Tarjamatul Qur'an class [R]
22:50 Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor.

***Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00 & 17:00 (GMT).**

Al Fazl International Weekly, London
TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)
ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 17 | Friday 22 October , 2010 | Issue No. 43

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دورۂ آئرلینڈ کی مختصر رپورٹ

کائل مور(Kylemore) کے محل اور "Victorian Walled Gardens" کا وزٹ۔ مختلف احباب جماعت کی انفرادی ملاقاتیں۔

نیشنل مجلس عاملہ لجنہ اماء اللہ آئرلینڈ کے ساتھ میٹنگ۔ لجنہ کے مختلف شعبہ جات کی مساعی کا جائزہ اور کارکردگی کو بہتر بنانے کے لئے نہایت اہم ہدایات۔

(آئرلینڈ میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی مصروفیات کی مختصر جھلکیاں)

(رپورٹ:عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیرلندن)

18 ستمبر 2010ء بروز ہفتہ:

صبح چھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تشریف لاکر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنے رہائشی حصہ میں تشریف لے گئے۔

کائل مور(Kylemore) کے محل اور "Victorian Walled Gardens" کا وزٹ

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دفتری ڈاک ملاحظہ فرمائی۔ آج پروگرام کے مطابق آئرلینڈ کے مغربی علاقہ کونامار(Connamara) کے لئے روانگی تھی۔ یہ علاقہ سرسبز وشاداب پہاڑوں اور خوبصورت جھیلوں پر مشتمل ہے اور گالوے(Galway) شہر سے مغرب کی جانب 92 میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ انہی پہاڑوں کے دامن میں واقع ایک خوبصورت محل ہے۔ کائل مور(Kylemore) کا یہ محل 1867ء میں مچل ہنری اور اس کی بیوی مارگریٹ ہنری نے تیار کروایا تھا۔ ان دونوں میاں بیوی نے 18 ہزار پاؤنڈ کی معمولی رقم خرچ کرکے تقریباً 13 ہزار ایکڑ کا وسیع وعریض رقبہ خریدا اور ایک پہاڑ کے دامن میں یہ محل تعمیر کروایا۔ محل کے پیچھے پہاڑ اور سامنے کی طرف ایک بہت خوبصورت جھیل ہے۔

1920ء میں بینیڈیکٹائن کمیونٹی (Benedictine Community) کی ننز (Nuns) نے اس محل اور اس کے گردونواح کے دس ہزار ایکڑ کو صرف 45 ہزار پاؤنڈ میں خرید کر اس میں Monastary کو قائم کر دیا۔ یہ کمیونٹی درحقیقت بلجیم سے پہلی جنگ عظیم کے بعد ہجرت کرکے برطانیہ سے ہوتی ہوئی آئرلینڈ کی کاونٹی ویکسفورڈ میں پناہ گزیں ہوئی۔ پھر بالآخر کائل مور (Kylemore) میں یہ جگہ خرید کر مستقل سکون پذیر ہوئی۔ آج کائل مور کا یہ علاقہ دنیا بھر کے سیاحوں کی توجہ بنا ہوا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سوا گیارہ بجے ہوٹل سے باہر تشریف لائے اور قافلہ پروگرام کے مطابق علاقہ کونا مارا (Connamara) کے لئے روانہ ہوا۔ چار سیکورٹی گارڈ پر مشتمل پولیس کی ایک گاڑی قافلہ کے ساتھ تھی۔ اور پولیس کی ایک دوسری گاڑی حضور انور کی آمد سے قبل پہلے سے ہی اس علاقہ میں پہنچی ہوئی تھی اور اپنی سیکورٹی کی ڈیوٹی سرانجام دے رہی تھی۔ قریباً سوا گھنٹے کے سفر کے بعد ساڑھے بارہ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی کائل مور تشریف آوری ہوئی۔ تمام گاڑیاں محل سے کچھ فاصلہ پر پارکنگ ایریا میں پارک ہوتی ہیں جب کہ انتہائی خصوصی اہمیت کے حامل شخص کو محل کے صدر دروازے کے سامنے تک گاڑی لے جانے کی اجازت دی جاتی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو یہاں ایک خاص اعزاز دیا گیا اور حضور انور کی گاڑی محل کے عین دروازے کے سامنے جا کر رکی جہاں محل کی انتظامیہ نے حضور انور کو خوش آمدید کہا۔ محل میں مقیم چیف نَن Mother Maire (Nun) جو کسی کے استقبال کیل لئے سامنے نہیں آتی سپیشل طور پر حضور انور کے استقبال کے لئے محل کے صدر دروازہ تک آئی اور حضور انور کو یہاں آنے پر خوش آمدید کہا۔ حضور انور نے موصوفہ کا شکریہ ادا کیا اور کچھ دیر کے لئے گفتگو فرمائی۔ موصوفہ چیف نَن نے درخواست کی کہ وہ حضور انور کے ساتھ ایک تصویر بنوانا چاہتی ہے۔ چنانچہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا کے ساتھ چیف نَن نے تصویر بنوائی۔

اس علاقہ اور اس محل کے انتظام کو چلانے والی ایک ٹورسٹ کمپنی نے حضور انور کے اس وزٹ کے لئے ایک سپیشل گائیڈ مہیا کی تھی۔ ایک خاتون Brid Connell جو پیشہ کے لحاظ سے آرکیٹیکٹ ہے نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو اس محل اور اس علاقہ کا وزٹ کروایا۔ حضور انور محل کے مختلف حصوں میں تشریف لے گئے۔

اس علاقہ میں روزانہ ہزاروں کی تعداد میں ٹورسٹ آتے ہیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا مبارک وجود ان سبھی کے لئے کشش کا موجب بنا ہوا تھا۔ ہر کوئی حضور انور کی تصاویر کھینچ رہا تھا۔ مختلف ممالک اور آئرلینڈ کے مختلف علاقوں سے آنے والے ٹورسٹ مرد کیا اور خواتین کیا ہر چھوٹے بڑے کی نظریں حضور انور کے چہرہ مبارک پر مرکوز ہیں اور جہاں موقع ملتا یہ لوگ تصویریں بناتے اور قافلہ کے ممبران اور ساتھ آنے والے مقامی خدام سے حضور انور کی شخصیت کے بارہ میں دریافت کرتے۔

اس محل سے کچھ فاصلہ پر اسی زمانہ میں ایک چرچ تعمیر کیا گیا تھا جو اپنے زمانہ کے لحاظ سے فن تعمیر کا ایک نمونہ ہے۔ محل کے وزٹ کے بعد گائیڈ نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو اس چرچ کا وزٹ کروایا۔

نماز ظہر وعصر کی ادائیگی کے لئے محل کی انتظامیہ نے محل کے اندر ہی ایک بڑا کمرہ مہیا کیا تھا جہاں پونے دو بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز ظہر وعصر جمع کرکے پڑھائیں۔

مقامی جماعت نے دوپہر کے کھانے کا انتظام اسی علاقہ میں موجود ایک ریسٹورنٹ میں کیا تھا۔

محل کی تعمیر کے ساتھ ہی اسی زمانہ میں ایک بہت خوبصورت باغ کی بھی تعمیر ہوئی۔ اس باغ کو بھی ایک طرف بلند وبالا پہاڑ اور دوسری طرف کچھ فاصلے پر خوبصورت جھیل ہے۔ اس باغ کو "Victorian Walled Gardens" کا نام دیا گیا ہے۔

دوپہر کے کھانے کے بعد قریباً سوا تین بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس باغ کا وزٹ کیا۔ ٹورسٹ گائیڈ یہاں بھی ساتھ تھی۔ اس باغ کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ یہاں نہایت دیدہ زیب اور خوبصورت ڈیزائن کے ساتھ رنگا رنگ اور قسما قسم کے خوشنما پھول مختلف کیاریوں میں سجا کر لگائے گئے ہیں۔ یوں لگتا ہے کہ جیسے ایک وسیع وعریض سرسبز چادر پر کسی نے مختلف رنگوں سے مینا کاری کی ہوئی ہے۔

پھر اس باغ کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس میں کیلا اور بعض دوسرے ایسے پھلوں کے پودے لگائے گئے ہیں جو موسم کے لحاظ سے یہاں نہیں ہو سکتے۔ اس کے لئے خاص طور پر شیشے کے بڑے بڑے ہال (Green Houses) بنائے گئے تھے۔ اس وقت صرف ایک ہال کو محفوظ رکھا گیا ہے۔ ان ہالوں میں کوئلہ جلا کر گرم پانی پائپوں کے ذریعہ گزارا جاتا ہے اور اس مصنوعی طریق سے ان پھلدار پودوں کو وہ حرارت مہیا کی جاتی ہے جو ان کے نشوونما کے لئے ضروری ہے۔ باغ میں کام کرنے والوں کی ایک بڑی تعداد سارا دن اس کام پر مامور رہتی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے گرین ہاؤس دیکھا۔ اس کے کیلے، انگور، ٹماٹر اور دوسرے پھلدار پودے تھے۔ اس کے علاوہ اس باغ میں مختلف سبزیاں بھی اگائی گئی ہیں۔ پہاڑوں سے آنے والا پانی ایک نالے کی صورت میں بہتا ہوا اس باغ کے درمیان سے گزرتا ہے۔

اس باغ کے ایک حصہ میں زراعت اور باغبانی کے لئے استعمال ہونے والے پرانے آلات بھی رکھے گئے ہیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے یہ آلات دیکھنے پر گائیڈ کو بتایا کہ اس جیسے آلات تو پاکستان میں بھی استعمال ہوتے ہیں۔ اس باغ میں ایک ایسا پرانا گھر بھی محفوظ کیا گیا ہے جہاں باغ کے مالی رہائش رکھتے تھے۔ اس زمانہ کے لحاظ سے کافی خستہ حال گھر تھا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس گھر کا وزٹ کیا اور فرمایا کہ ایسے گھر تو پاکستان میں اب بھی ہیں اور افریقہ میں تو بہت ہیں۔ افریقہ میں تو مَیں خود بھی اس طرح کے گھر میں رہا ہوں۔

اس باغ کے وزٹ کے دوران حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مختلف خوبصورت مناظر کی تصاویر بھی بنائیں۔

اس وزٹ کے آخر پر ٹورسٹ گائیڈ نے حضور انور کو یہاں کی انتظامیہ کی طرف سے سووینئر پیش کیا۔ بعدازاں چار بجے یہاں سے گالوے کے لئے روانگی ہوئی اور سوا گھنٹے کے سفر کے بعد سوا پانچ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے رہائشی حصہ میں تشریف لے گئے۔

آج پروگرام کے مطابق انفرادی احباب کی ملاقاتیں اور اس کے بعد نیشنل لجنہ اماء اللہ آئرلینڈ اور نیشنل مجلس عاملہ آئرلینڈ کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ میٹنگ تھیں۔

باقی صفحہ نمبر 13 پر ملاحظہ فرمائیں